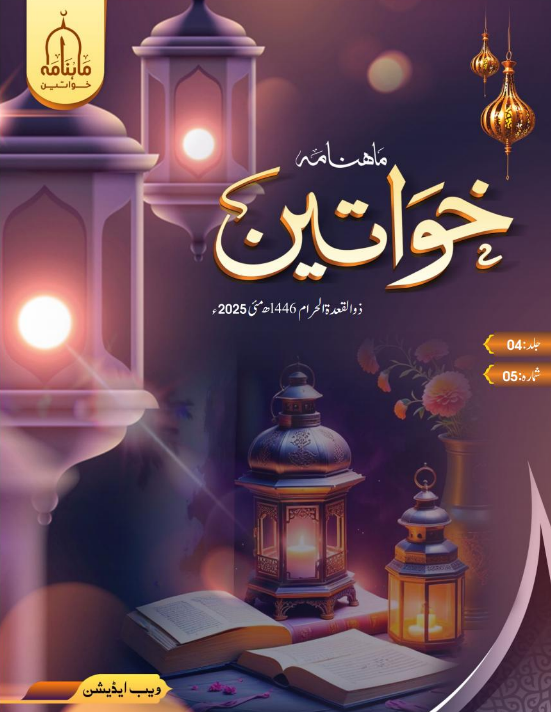
ماہنامہ
خواتین
ماھنامہ
خواتین
ذوالقعدۃ الحرام 1446ھ مئی 2025ء
جلد: 04
شمارہ: 05
ویب ایڈیشن

دفعِ بواسیر کا وظیفہ

ہر روز دو رکعت نماز پڑھے۔ پہلی رکعت میں بعد اَلْحَمْد شریف، سورۂ الم نشرح اور دوسری رکعت میں بعد اَلْحَمْد شریف، سورۂ فیل پڑھے۔ بعدِ سلام ستر بار کہے: اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَيْهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ رَبِّیْ۔ یا یوں کہے: اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مِنْ كُلِّ ذَنْبِیْ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ رَبِّیْ چند روز کی مُداومت میں (یعنی بغیر ناغہ کئے پڑھنے سے) مرض دفع ہو جائے گا۔ (حیات اعلیٰ حضرت، 3/104)

نارمل ڈلیوری کا وظیفہ

عورت سورۂ مریم روزانہ پڑھتی رہے، اگر خود نہیں پڑھ سکتی تو کوئی اور سورۂ مریم پڑھ کر پانی پر دم کر کے اسے دے اور وہ پیتی رہے ان شاء اللہ حضرت بی بی مریم رضی اللہ عنہا کی برکت سے نارمل ڈلیوری ہو گی۔

(قسط 14: بچوں کو دھوپ لگانے کے فوائد، ص 13)

یَا عَظِیْمُ

جو 7 دفعہ پانی پر پڑھ کر دم کر کے پانی پی لے ان شاء اللہ اس کے پیٹ میں درد نہ ہو۔ (مدنی پنج سورہ، ص 251)

دانت کے درد کا اکسیر عمل

اگر دانت میں سخت درد ہو تو باوضو سُوْرَۃُ قُرَیْش 21 بار پڑھ کر نمک پر دم کیجئے اور وہ نمک درد والے دانت پر ملئے اور دانتوں کے درمیان رکھئے دن میں دو تین بار یہ عمل کرنے سے ان شاء اللہ فائدہ ہو جائے گا۔

(بیمار عابد، ص 30)

فہرست

حمد و نعت	نعت و منقبت	شعبہ ماہنامہ خواتین	2
قرآن و حدیث			
تفسیر قرآن کریم	سب کو دوزخ پر سے گزرنا ہوگا	محترمہ اُمِّ حبیبہ عطاریہ مدنیہ	3
شرحِ حدیث	استخارہ (قسط1)	محترمہ بنتِ کریم عطاریہ مدنیہ	5
ایمانیات و عبادات			
ایمانیات	حساب کتاب (قسط3)	شعبہ ماہنامہ خواتین	7
عبادات	ذوالقعدہ کی عبادات	محترمہ ام غزالی عطاریہ مدنیہ	10
فیضانِ سیرت			
اخلاقِ نبوی	حضور کی اپنی نواسیوں سے محبت	بنتِ مدثر عطاریہ (اول پوزیشن) / بنتِ شکیل	12
معجزاتِ انبیا	حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات و عجائبات (قسط4)	شعبہ ماہنامہ خواتین	14
بزرگ خواتین کے سبق آموز واقعات	اچھی بری شرم	محترمہ اُمِّ سلمہ عطاریہ مدنیہ	16
فیضانِ بزرگانِ دین			
فیضانِ اعلیٰ حضرت	شرح سلام رضا	محترمہ بنتِ اشرف عطاریہ مدنیہ	17
فیضانِ امیرِ اہلِ سنت	مدنی مذاکرہ	امیرِ اہلِ سنت	19
اسلام اور عورت			
	گھر والوں کا دل جیتنے کے نسخے	محترمہ ام میلاد عطاریہ	21
علم نور ہے			
حصولِ علمِ دین کی رکاوٹیں	بری عادتیں (قسط9)	محترمہ بنتِ افضل عطاریہ مدنیہ	23
دارالافتاء اہلسنت			
	شرعی رہنمائی	مفتی ابو محمد علی اصغر عطاری مدنی	25
	اسلامی بہنوں کے شرعی مسائل	مفتی ابو محمد علی اصغر عطاری مدنی	27
رسم و رواج			
شادی کی رسمیں	شادی کے بعد کی دیگر رسومات	محترمہ بنتِ منصور عطاریہ مدنیہ	28
اخلاقیات			
جنت میں لے جانے والے اعمال	قناعت	محترمہ ام انس عطاریہ	30
جہنم میں لے جانے والے اعمال	لالچ	بنتِ محمد شبیر (اول پوزیشن) / بنتِ وسیم عطاریہ	32
فیضانِ دعوتِ اسلامی			
پیغامِ بنتِ عطار	63 نیک اعمال (نیک عمل نمبر30)	محترمہ بنتِ عطار باجی	34
نئی لکھاری	شوہر کو خوش رکھنے کے طریقے	بنتِ مقصود عطاریہ (اول پوزیشن) / محترمہ ام انس عطاریہ	36
	تاثرات و سفارشات	محترمہ ام غزالی عطاریہ مدنیہ	40

چیف ایڈیٹر
مولانا ابو الابصار قادری

سینئر معاون
مولانا ابو زین العابدین عطاری مدنی

ڈیزائنر
ابو اذلان غوری

شرعی تفتیش: مولانا مفتی محمد انس رضا عطاری مدنی
دار الافتاء اہلِ سنت (دعوتِ اسلامی)

اپنے تاثرات (Feedback)، مشورے اور تجاویز نیچے دیئے گئے ای میل ایڈریس اور (صرف تحریرا) واٹس ایپ نمبر پر بھیجئے:
mahnamahkhawateen@dawateislami.net
صرف اسلامی بہنیں: +923486422931

پیش کش: شعبہ ماہنامہ خواتین، مجلس ماہنامہ فیضانِ مدینہ دعوتِ اسلامی

حمد و نعت

مناجات

شرف دے حج کا مجھے میرے کبریا یارب

شرف دے حج کا مجھے میرے کبریا یارب
روانہ سُوئے مدینہ ہو قافِلہ یارب
دِکھا دے ایک جھلک سبز سبز گنبد کی
بس اُن کے جلووں میں آجائے پھر قضا یارب
مِرا ہو گُنبدِ خَضرا کی ٹھنڈی چھاؤں میں
رسولِ پاک کے قدموں میں خاتمہ یارب
بوقتِ نَزع سلامت رہے مِرا ایماں
مجھے نصیب ہو توبہ ہے التجا یارب
جواب قبر میں مُنکَر نکیر کو دوں گا
ترے کرم سے اگر حوصلہ ملا یارب
بروزِ حشر چھلکتا سا جام کوثر کا
بدستِ ساقیِ کوثر ہمیں پلا یارب
بقیعِ پاک میں عطّار دَفن ہو جائے
برائے غوث و رضا از پئے ضِیا یارب

از: امیرِ اہلِ سنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ

وسائلِ بخشش، ص87

نعت

نام تیرا یانبی میرا مُفرِّحِ جان ہے

نام تیرا یانبی میرا مُفرِّحِ جان ہے
تیرے نامِ پاک سے دل میرا شاد ہر آن ہے
جس گھڑی مشکل میں لیوے کوئی تیرا نامِ پاک
یا رسولَ اللہ! مشکل اس کی سب آسان ہے
قُرب میں اپنے جگہ دی تیرے ربّ پاک نے
واسطہ آدم نے چاہا، یہ تو تیری شان ہے
تُو وہ ہے اللہ خود تعریف کرتا ہے تِری
اور تِرا مّدّاح یاں دنیا میں خود قرآن ہے
جو وسیلہ تم سے چاہے اس کا بیڑا پار ہے
جو نہ جانے تم کو شافع، وہ تو بے ایمان ہے
نوح نے طوفان میں، یوسف نے ہے زِندان میں
رب سے تیرا واسطہ چاہا، یہ تیری شان ہے
واں خلیلُ اللہ نے آتش سے پائی تھی نجات
اور شفاعت کا تِری خواہاں یہاں برہاؔن ہے

از: خلیفۂ اعلیٰ حضرت مفتی برہانُ الحق جبل پوری رحمۃ اللہ علیہ

جذباتِ برہان، ص125

سب کو دوزخ پر سے گزرنا ہوگا

اُمِّ حبیبہ عطاریہ مدنیہ
معلمہ جامعۃ المدینہ گرلز فیضانِ اُمِّ عطار گلبہار سیالکوٹ

اللہ پاک کا فرمان ہے: وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَاۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِیًّاۚ(۷۱) ثُمَّ نُنَجِّی الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّ نَذَرُ الظّٰلِمِیْنَ فِیْهَا جِثِیًّا(۷۲) (پ16، مریم: 71، 72) ترجمہ: اور تم میں سے ہر ایک دوزخ پر سے گزرنے والا ہے۔ یہ تمہارے رب کے ذمہ پر حتمی فیصلہ کی ہوئی بات ہے، پھر ہم ڈرنے والوں کو بچالیں گے اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں کے بل گرے ہوئے چھوڑ دیں گے۔

تفسیر

اس آیت میں خطاب تمام لوگوں سے ہے اور جہنم پر وارد ہونے سے مراد جہنم میں داخل ہونا ہے۔ البتہ جنت میں جانے والے مسلمانوں پر جہنم کی آگ ایسی ٹھنڈی ہو جائے گی جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ٹھنڈی ہوئی تھی۔ ان کا یہ داخلہ عذاب کے لئے ہو گا نہ وہ خوفزدہ ہوں گے، بلکہ اللہ پاک کے وعدے کی تصدیق کے لئے ہو گا۔[1] نیز علامہ ابو حیان محمد بن یوسف اندلسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جہنم پر وارد ہونے کا مطلب جہنم میں داخل ہونا نہیں بلکہ اس کے اوپر سے گزرنا ہے جیسا کہ حضرت عبدُ اللہ بن مسعود، حضرت حسن اور حضرت قتادہ سے روایت ہے کہ جہنم پر وارد ہونے سے مراد پل صراط سے گزرنا ہے جو کہ جہنم کے اوپر بچھایا گیا ہے۔[2]

حکیمُ الاُمّت حضرت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ تفسیر نورُ العرفان میں مذکورہ آیاتِ مبارکہ کے مختلف حصوں کی وضاحت کچھ یوں فرماتے ہیں: ☆وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَاۚ کے تحت فرماتے ہیں: دوزخ جنت کے راستہ میں ہے۔ دوزخ پر پل صراط ہے، سب وہاں سے گزریں گے۔ کفار پار نہ لگ سکیں گے، مومن پار لگ جائیں گے کوئی نورِ نظر کی طرح، کوئی ہوا کی طرح، کوئی تیز گھوڑے کی طرح گزریں گے۔ ☆ثُمَّ نُنَجِّی الَّذِیْنَ اتَّقَوْا کے تحت فرماتے ہیں: مسلمانوں کو پل صراط پر بھی دوزخ کی گرمی نہ چھوئے گی بلکہ دوزخ کی آگ پکارے گی کہ اے مومن! جلد گزر جا تیرے نور نے میری لپٹ بجھا دی۔ ☆وَ نَذَرُ الظّٰلِمِیْنَ فِیْهَا جِثِیًّا(۷۲) کے تحت پل صراط سے پھسل کر دوزخ میں گرنے والوں کے متعلق فرماتے ہیں کہ کافر وہاں ہمیشہ رہیں گے اور بعض گنہگار مومن جو گر جائیں گے اپنی سزا بھگت کر نکال دیئے جائیں گے۔ یہاں ظالم سے مراد کافر ہے اور چھوڑ دینے سے مراد ہمیشہ وہاں رکھنا ہے۔[3]

پل صراط سے متعلق چند اہم معلومات

پل صراط کے متعلق عقیدۂ اہلِ سنت صراط حق ہے۔ اس پر ایمان لانا واجب[4] اور اس کا انکار گمراہی ہے۔[5]

پل صراط کی کیفیت یہ ایک پل ہے کہ پُشتِ جہنم پر نصب کیا جائے گا، بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہو گا، جنت میں جانے کا یہی راستہ ہے۔[6] اور بعض کے لئے کشادہ وادی کی طرح ہو گا۔[7]

پل صراط کی مسافت اس بارے میں دو قول ہیں: (1) پل صراط کا سفر تین ہزار سال کی راہ ہے، ایک ہزار سال اوپر چڑھنے کے، ہزار سال نیچے اترنے کے اور ہزار سال اس کی سطح پر چلنے کے۔[8] (2) پل صراط کا سفر 15 ہزار سال کی راہ ہے؛ پانچ ہزار سال اوپر چڑھنے کے، پانچ ہزار سال نیچے اُترنے کے اور پانچ ہزار سال سیدھا چلنے کے۔[9]

سب سے پہلے کون اس پل سے گزرے گا؟ سب سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم گزر فرمائیں گے، پھر اور انبیا و مرسلین، پھر

یہ اُمّت اور اُمّتیں گزریں گی۔[10]

پل صراط سے لوگوں کے گزرنے کی حالت ایک مرتبہ حضرت کعب الاحبار رحمۃ اللہ علیہ نے سورۂ مریم کی یہی آیت تلاوت کی اور فرمایا: تم جانتے ہو کہ دوزخ پر لوگوں کا گزر کس طرح ہو گا؟ پھر خود ہی فرمانے لگے: جہنم لوگوں پر ایسے ظاہر ہو گا گویا چربی کی تہ جمی ہے، جب نیک و بد کے قدم اس پر جم جائیں گے تو ایک پکارنے والا پکارے گا: اے جہنم! اپنے ساتھی پکڑ لے اور میرے ساتھی چھوڑ دے۔ پھر جہنم میں جانے والے اس میں گرنے لگیں گے وہ انہیں اس طرح پہچان لے گا جیسے کوئی باپ اپنے بیٹے کو پہچانتا ہے، مومن اسے اس طرح پار کر لیں گے کہ ان کے کپڑوں پر کوئی نشان نہیں ہو گا۔[11]

بہارِ شریعت میں لکھا ہے: حسبِ اختلافِ اعمال پُل صراط پر لوگ مختلف طرح سے گزریں گے، بعض تو ایسے تیزی کے ساتھ گزریں گے جیسے بجلی کا کوندا کہ ابھی چمکا اور ابھی غائب ہو گیا اور بعض تیز ہوا کی طرح، کوئی ایسے جیسے پرند اڑتا ہے اور بعض جیسے گھوڑا دوڑتا ہے اور بعض جیسے آدمی دوڑتا ہے، یہاں تک کہ بعض شخص سرین پر گھسٹتے ہوئے اور کوئی چیونٹی کی چال جائے گا اور پل صراط کے دونوں جانب بڑے بڑے آنکڑے (اللہ ہی جانے کہ وہ کتنے بڑے ہوں گے) لٹکتے ہوں گے، جس کے بارے میں حکم ہو گا اسے پکڑ لیں گے، مگر بعض تو زخمی ہو کر نجات پا جائیں گے اور بعض کو جہنم میں گرا دیں گے اور یہ ہلاک ہوا۔[12]

سب سے آخر میں گزرنے والا پل صراط سے گزرنے والا آخری شخص پیٹ کے بل گھسٹ گھسٹ کر گزرے گا، وہ اللہ کریم کی بارگاہ میں عرض کرے گا: یا اللہ! مجھے اتنی دیر کیوں لگی؟ اللہ کریم ارشاد فرمائے گا: تجھے میں نے دیر نہیں کروائی بلکہ تجھے تیرے اعمال نے دیر کروائی ہے۔[13]

پل صراط پر کام آنے والے اعمال (1) درود شریف کی کثرت۔ (2) مسلمانوں کی پریشانی دور کرنا۔ (3) صدقہ دینا اور بیوہ کی حاجت روائی کرنا۔ (4) بھلائی کے کام میں سفارش کرنا۔ (5) مسلمان کی عزت کی حفاظت کرنا۔ (6) مسواک کرنا۔[14] (7) خوفِ خدا کے باعث کمزور و نڈھال ہونا۔[15]

امام غزالی کی نصیحت پل صراط سے گزرنے کا مرحلہ انتہائی مشکل ہے۔ امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: لوگ صراط کی طرف ہانکے جائیں گے، وہ جہنم کے اوپر بنایا گیا ایک پل ہے جو تلوار سے زیادہ تیز اور بال سے زیادہ باریک ہے۔ لہٰذا جو اس جہاں میں صراطِ مستقیم یعنی سیدھے راستے پر ثابت قدم رہا وہ پل صراط پر ہلکا ہو گا اور نجات پائے گا اور جو دنیا میں سیدھے راستے سے پھرا اور اپنی پیٹھ پر نافرمانیوں اور گناہوں کا بوجھ لادا تو وہ پہلے قدم ہی میں پل صراط سے پھسل کر گر جائے گا۔ جب یہ سارے خطرے تیرے سامنے ہوں گے تو بتا اس وقت تو اپنی عقل کو کیسا دیکھتا ہے؟ اگر تو ان سب پر ایمان نہیں رکھتا تو پھر تو کفار کے ساتھ درکاتِ جہنم میں ہمیشہ رہنا چاہتا ہے اور اگر تو ایمان رکھتا ہے لیکن اس سے غفلت اور اس کی تیاری کے معاملے میں سستی کا شکار ہے تو تیرا نقصان اور سرکشی بہت بڑی ہے، تیرا ایسا ایمان تجھے کیا فائدہ دے گا جو تجھے گناہ چھوڑنے اور عبادات کرنے کے ذریعے اللہ پاک کی رضا پر بھی نہیں ابھار رہا! اگر تیرے سامنے صرف پل صراط کی ہولناکی اور اس پر سے گزرنے کا دل دہلا دینے والا خطرہ ہی ہوا گرچہ تو سلامتی کے ساتھ گزر بھی جائے تو پھر بھی یہ ڈر و خوف کیا تیری کمر توڑنے کے لئے کم ہے؟[16]

اٰمِین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

(1) تاویلاتِ اھلِ السنۃ، 7/252، 253 ملخصاً (2) تفسیر بحر محیط، 6/197 (3) تفسیر نور العرفان، ص494 (4) کتاب شرح الصاوی علی جوھرۃ التوحید، ص389 (5) المعتقد المنتقد، ص335 (6) بہار شریعت، 1/147، حصہ: 1 (7) شعب الایمان، 1/333، حدیث: 367 (8) عمدۃ القاری، 13/482 (9) البدور السافرہ، ص334، رقم: 1025 (10) بہار شریعت، 1/147، حصہ: 1 (11) حلیۃ الاولیاء، 5/403، رقم: 7527 (12) بہار شریعت، 1/147، 148، حصہ: 1 (13) التذکرہ، ص318 (14) ماہنامہ فیضان مدینہ اپریل 2019، ص35 ماخوذاً (15) البدور السافرہ، ص344، رقم: 1025 (16) احیاء العلوم، 5/285 ملتقطاً

اِستخارہ (قسط 1)

بنتِ کریم عطاریہ مدنیہ
شعبہ ٹیچر ٹریننگ ڈیپارٹمنٹ مجلس جامعۃ المدینہ گرلز

حضرت جابر بن عبدُ اللہ رضی اللہُ عنہما سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم ہم کو تمام اُمور میں استخارہ تعلیم فرماتے جیسے قرآنِ پاک کی سورت تعلیم فرماتے تھے۔[1]

شرحِ حدیث

حکیمُ الاُمّت حضرت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہِ علیہ اس حدیثِ پاک کے تحت لکھتے ہیں: یعنی نمازِ استخارہ ایسے اہتمام سے سکھاتے تھے جیسے قرآن مجید کی سورت۔[2]

استخارہ کے معنی ہیں: خیر مانگنا یا کسی سے بھلائی کا مشورہ کرنا، چونکہ اس دعا و نماز میں بندہ اللہ پاک سے گویا مشورہ کرتا ہے کہ فلاں کام کروں یا نہ کروں اسی لئے اسے استخارہ کہتے ہیں۔[3]

استخارہ در حقیقت نیک شگون لینے کا ایک جائز طریقہ ہے جس کی ترغیب احادیثِ مبارکہ میں بھی موجود ہے۔ صحابہ کرام علیہمُ الرّضوان ہر کام سے پہلے استخارہ کرتے تھے۔ جیسا کہ امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہُ عنہ نے مرضِ وصال میں فرمایا: آج میں نے خلافت کے معاملات کو حوالے کرنے کے لئے بار بار استخارہ کیا ہے۔[4] اگرچہ اس روایت سے یہ معلوم نہیں ہو رہا کہ استخارہ کتنی بار کیا گیا، مگر بہتر یہ ہے کہ سات بار استخارہ کرے[5] جیسا کہ ایک حدیث پاک میں بھی ہے: اے انس! جب تو کسی کام کا ارادہ کرے تو اپنے رب سے اس میں سات بار استخارہ کر، پھر غور کر کہ تیرے دل میں کیا گزرا کہ بے شک اسی میں خیر ہے۔[6] البتہ! بہارِ شریعت میں ہے: استخارہ کا وقت اس وقت تک ہے کہ ایک طرف رائے پوری جم نہ چکی ہو۔[7] نیز استخارے کے آداب میں سے ہے کہ استخارہ ایسے کام کے متعلق کیا جائے جس کے کرنے کے بارے میں طبیعت کا کسی طرف میلان نہ ہو کیونکہ اگر کسی ایک طرف رغبت پیدا ہو چکی ہو گی تو پھر استخارے کی مدد سے صحیح صورتحال کا واضح ہونا بہت مشکل ہو جائے گا۔[8]

استخارہ کرنے کا فائدہ اور نہ کرنے کا نقصان استخارہ کرنے والا مسلمان کبھی نقصان میں نہیں رہتا کیونکہ وہ تو در حقیقت اللہ پاک سے مشورہ طلب کر رہا ہوتا ہے اور اللہ پاک سے مشورہ لینے والا بھلا کیسے نقصان میں رہ سکتا ہے! جبکہ استخارہ نہ کرنے والا مسلمان نقصان اٹھاتا ہے۔ جیسا کہ حضورِ پاک صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: جس نے استخارہ کیا وہ نامراد نہیں ہو گا اور جس نے مشورہ کیا وہ شرمندہ نہیں ہو گا اور جس نے میانہ روی کی وہ کنگال نہیں ہو گا۔[9]

نبی کریم صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: بندے کی بدبختی میں سے ہے کہ وہ اللہ پاک سے استخارہ کرنا چھوڑ دے۔[10]

استخارہ کن کاموں کے بارے میں ہو گا؟ استخارہ صرف ان کاموں کے بارے میں ہو سکتا ہے جو ہر مسلمان کی رائے پر چھوڑے گئے ہیں، مثلاً تجارت یا ملازمت میں سے کس کا انتخاب کیا جائے؟ سفر کے لئے کون سا دن یا کون سا ذریعہ مناسب رہے گا؟ مکان و دکان کی خریداری مفید ہو گی یا نہیں؟ کون سے علاقے میں رہائش مناسب ہو گی؟ شادی کہاں کی جائے؟ وغیرہ وغیرہ۔

کن کاموں کے بارے میں استخارہ نہیں ہو سکتا؟

1. جن کاموں کے متعلق شریعت نے واضح احکام بیان کر دیئے ہیں ان میں استخارہ نہیں ہوتا جیسے پنج وقتہ فرض

نمازیں، مالدار ہونے کی صورت میں زکوٰۃ کی ادائیگی، رمضان المبارک کے روزوں وغیرہ کے متعلق استخارہ نہیں کیا جائے گا کہ میں نماز پڑھوں یا نہ پڑھوں؟ زکوٰۃ ادا کروں یا نہ کروں؟ وغیرہ۔

- حج، جہاد اور دیگر نیک کاموں میں نفسِ فعل کیلئے استخارہ نہیں ہو سکتا۔ ہاں! تعیینِ وقت کے لئے کر سکتے ہیں۔[11]
- گناہ کرنے یا نہ کرنے کے متعلق استخارہ نہیں کر سکتے کہ گناہ سے تو ہر حال میں بچنا ہی ہے۔ جیسا کہ نزہۃ القاری میں ہے: استخارہ کی نماز مستحب ہے، بشرطیکہ وہ عبادات نہ ہوں یا منہیات (شرعاً ممنوع کام) نہ ہوں۔ اس لئے کہ عبادات کی ادائیگی اور منہیات سے بچنا مطلقاً خیر ہے۔[12]
- استخارہ کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ وہ کام جائز ہو، ناجائز کام کے لئے استخارہ نہیں کیا جائے گا۔ جیسا کہ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ استخارے سے متعلق حدیثِ پاک کی شرح بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: بشرطیکہ وہ کام نہ حرام ہو، نہ فرض و واجب اور نہ روزمرہ کا عادی کام، لہٰذا نماز پڑھنے حج کرنے یا کھانا کھانے پانی پینے پر استخارہ نہیں۔[13]

حرام کام کے لئے استخارہ کرنے پر بلعم بن باعوراء کا انجام گناہ اور حرام کام کے لئے استخارہ کرنے والوں کے لئے بلعم بن باعوراء کے واقعے میں عبرت کا سامان موجود ہے۔ چنانچہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جبّارین سے جنگ کا ارادہ کیا اور سرزمینِ شام میں نزول فرمایا تو بلعم بن باعوراء کی قوم اس کے پاس آئی اور اس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کے خلاف بد دعا کرنے کے لئے کہا۔ قوم کی بات سن کر بلعم نے کہا: افسوس ہے تم پر! حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ پاک کے نبی ہیں، اُن کے ساتھ فرشتے اور ایمان دار لوگ ہیں، اس لئے میں ان کے خلاف کیسے بد دعا کر سکتا ہوں! قوم نے جب گریہ وزاری کے ساتھ مسلسل اصرار کیا تو بلعم نے کہا: اچھا! میں پہلے اپنے رب کی مرضی معلوم کر لوں۔ بلعم کا یہی طریقہ تھا کہ جب کبھی کوئی دعا کرتا تو پہلے مرضیِ الٰہی معلوم کر لیتا اور خواب میں اس کا جواب مل جاتا، چنانچہ اس مرتبہ اس کو یہ جواب ملا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کے خلاف دعا نہ کرنا۔ لہٰذا اس نے قوم سے کہہ دیا کہ میں نے اپنے رب سے اجازت چاہی تھی مگر میرے رب نے ان کے خلاف بد دعا کرنے کی ممانعت فرما دی ہے۔ پھر اس کی قوم نے اسے ہدیئے اور نذرانے دیئے جنہیں اس نے قبول کر لیا۔ اس کے بعد قوم نے دوبارہ اس سے بد دعا کرنے کی درخواست کی تو دوسری مرتبہ بلعم نے اللہ پاک سے اجازت چاہی۔ اب کی بار اس کا کچھ جواب نہ ملا تو اس نے قوم سے کہہ دیا کہ مجھے اس مرتبہ کچھ جواب ہی نہیں ملا۔ وہ لوگ کہنے لگے: اگر اللہ پاک کو منظور نہ ہوتا تو وہ پہلے کی طرح دوبارہ بھی صاف منع فرما دیتا، پھر قوم نے اور بھی زیادہ اصرار کیا یہاں تک کہ وہ ان کی باتوں میں آگیا اور آخر کار بد دعا کرنے کے لئے اپنی قوم کے ساتھ پہاڑ پر چڑھا۔ بلعم جو بد دعا کرتا اللہ پاک اس کی زبان کو اس کی قوم کی طرف پھیر دیتا تھا اور اپنی قوم کے لئے جو دعائے خیر کرتا تھا تو بجائے قوم کے بنی اسرائیل کا نام اس کی زبان پر آتا تھا۔ یہ دیکھ کر اس کی قوم نے کہا: اے بلعم! تو یہ کیا کر رہا ہے؟ بنی اسرائیل کے لئے دعا اور ہمارے لئے بد دعا کیوں کر رہا ہے؟ بلعم نے کہا: یہ میرے اختیار کی بات نہیں، میری زبان میرے قبضے میں نہیں ہے، اللہ پاک کی قدرت مجھ پر غالب آگئی ہے۔ اتنا کہنے کے بعد اس کی زبان نکل کر اس کے سینے پر لٹک گئی۔ اس نے اپنی قوم سے کہا: میری تو دنیا و آخرت دونوں برباد ہو گئیں۔[14]

---

(1) بخاری، 1/393، حدیث: 1162 (2) مراۃ المناجیح، 2/301 (3) مراۃ المناجیح، 2/301 (4) قرۃ العینین فی تقبیل الشیخین، ص95 (5) ردالمحتار، 2/570 (6) عجالۃ الراغب المتمنی، 2/677، حدیث: 599 (7) بہار شریعت، 2/683، حصہ: 4 (8) فتح الباری، 12/155 ملخصاً (9) معجم اوسط، 5/77، حدیث: 6627 (10) ترمذی، 4/60، حدیث: 2158 (11) بہار شریعت، 2/682، حصہ: 4 (12) نزہۃ القاری، 2/695 (13) مراۃ المناجیح، 2/301 (14) تفسیر بغوی، 2/179

حساب کتاب

(قسط 3)

گزشتہ سے پیوستہ بروزِ قیامت حساب کتاب کا ذکر جاری ہے، پچھلی قسط میں چند ان خوش نصیبوں کا ذکر ہوا جن کا قیامت کے دن حساب نہ ہو گا جن میں انبیائے کرام، شہدائے کرام، مسلمانوں کے فوت شدہ بچے، عشرۂ مُبشَّرہ، پرہیز گار و متقی لوگ، حج و عمرہ کی حالت میں مرنے والوں اور فقرا و مہاجرین کا ذکر شامل تھا، مزید اس بارے میں پڑھتی ہیں:

فرائض کی ادائیگی اور ممنوع کاموں سے بچنا جس نے فرائض وسنن پر عمل کیا اور اس کی حدود پامال کرنے سے بچا وہ بلا حساب جنت میں داخل ہو گا۔[1]

اللہ پاک کی حرام کردہ چیزوں سے بچنا شہوات و شبہات کے موقَع پر اللہ پاک کی حرام کردہ چیزوں سے سچے ورع و تقویٰ کے ذریعے اپنے نفس کے ساتھ مُجاہَدہ کرنا بھی بلا حساب جنت میں جانے کا سبب ہے۔[2]

وقت پر نماز پڑھنا اللہ پاک کے ذمۂ کرم پر عہد ہے کہ جو بندہ وقت میں نماز قائم رکھے اسے عذاب نہ دے اور بے حساب جنت میں داخل کرے۔[3]

زکوٰۃ ادا کرنے والا اس کے لئے خوشخبری ہے جس نے زکوٰۃ اور عشر ادا کیا اور اس کے لئے بھی خوشخبری ہے جس پر قیامت اور زکوٰۃ کا عذاب نہیں ہے۔ جس نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کی اللہ پاک نے اس سے عذاب قبر کو اٹھالیا، اس پر جہنم کو حرام کر دیا، اس کے لئے بغیر حساب کے جنت واجب کر دی اور اسے قیامت کے دن پیاس نہیں لگے گی۔[4]

زیادہ نیکیاں کرنے والا بروزِ قیامت جس کی نیکیاں اس کی برائیوں سے زیادہ ہوں گی وہ بلا حساب و کتاب جنت میں داخل ہو جائے گا۔[5]

اکیلے میں گناہوں سے بچنا قیامت کے دن اللہ پاک حضور کی اُمت کے ایک گروہ کے پَر پیدا فرمائے گا اور وہ ان پَروں سے اُڑ کر قبروں سے نکلتے ہی سیدھے جنت میں جا پہنچیں گے، وہ جنت کی نعمتوں سے لطف اَندوز ہوں گے اور جہاں چاہیں گے آرام کریں گے، فرشتے ان سے کہیں گے: کیا تم حساب دیکھ آئے ہو؟ وہ کہیں گے کہ ہم نے حساب نہیں دیکھا، فرشتے پوچھیں گے: کیا تم پل صراط عبور کر آئے ہو؟ وہ کہیں گے: ہم نے صراط کو نہیں دیکھا۔ فرشتے کہیں گے: کیا تم نے جہنم کو دیکھا ہے؟ وہ کہیں گے: ہم نے کسی چیز کو نہیں دیکھا۔ تب فرشتے کہیں گے: تم کس کی امت میں سے ہو؟ وہ بتائیں گے کہ ہم حضور کی امت ہیں تو فرشتے کہیں گے: ہم تمہیں اللہ کی قسم دیتے ہیں یہ بتاؤ کہ تم دنیا میں کیا عمل کیا کرتے تھے؟ وہ کہیں گے کہ ہم میں دو عادتیں تھیں جنہوں نے ہمیں اس منزل تک پہنچایا ہے اور اللہ کا فضل و رحمت ہمارے شاملِ حال ہے۔ فرشتے کہیں گے: وہ دو عادتیں کون سی تھیں؟ وہ کہیں گے: جب ہم اکیلے ہوتے تو گناہ کرتے ہوئے شرماتے تھے تو کیسے ممکن ہے کہ کھلم کھلا گناہ کرتے اور ہم اللہ پاک کے عطا کردہ معمولی رزق پر راضی ہو گئے تھے۔ فرشتے یہ سن کر کہیں گے: تب تو تمہارا یہی بدلہ ہونا چاہئے تھا۔[6]

گناہوں پر رونے والا اپنے گناہوں کو یاد کر کے رونے والا بھی بلا حساب جنت میں جائے گا۔[7]

روزِ جمعہ یا شبِ جمعہ انتقال کرنے والے جو مسلمان مرد یا عورت شبِ جمعہ یا روزِ جمعہ انتقال کر جائے تو وہ عذابِ قبر اور امتحانِ قبر سے بچا لیا جاتا ہے اور وہ اللہ پاک سے اس حال میں ملے گا کہ اس پر کوئی حساب نہ ہو گا اور قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے ساتھ گواہ یا مہر ہوں گے جو اس کے جنتی ہونے کی گواہی دیں گے۔[8]

بچے کی اچھی تربیت کرنا جس نے کسی بچے کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے (یعنی توحید و رسالت کی گواہی دینے) لگے تو ربِّ کریم اس تربیت کرنے والے کا حساب نہیں لے گا۔[9]

حمد و ذکر کرنے والے ربِّ کریم قیامت کے دن لوگوں کو ایک کشادہ وہموار جگہ میں جمع فرمائے گا، سب پکارنے والے کی پکار کو ایک جیسا سنیں گے اور سب اس کی نگاہ میں ہوں گے، پھر ایک پکارنے والا کھڑے ہو کر پکارے گا: کہاں ہیں وہ لوگ جو خوشحالی اور تنگی میں اللہ پاک کی حمد کرتے تھے؟ تھوڑے سے لوگ کھڑے ہوں گے اور بغیر حساب کتاب جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ پکارنے والا پھر پکارے گا: وہ لوگ کہاں ہیں جن کی کروٹیں بستروں سے جدا رہتی تھیں؟ پھر کچھ لوگ کھڑے ہوں گے اور بغیر حساب جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ پکارنے والا پھر پکارے گا: کہاں ہیں وہ لوگ جنہیں کوئی تجارت اور خرید و فروخت اللہ پاک کی یاد سے غافل نہیں کرتی تھی؟ پھر کچھ لوگ کھڑے ہوں گے اور بغیر حساب جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ پھر بقیہ ساری مخلوق کھڑی رہے گی اور ان سے حساب لیا جائے گا۔[10]

امام و مؤذن بھی بلا حساب جائیں گے مگر وہ جس نے مسجد میں سات سال (ثواب کی نیت سے) نماز کی امامت کرائی اس کے لئے بلا حساب جنت واجب ہو جاتی ہے اور جس نے 40 سال (ثواب کی نیت سے) اذان دی وہ بغیر حساب کے جنت میں داخل ہو گا۔ اسی لئے صحابہ کرام کے متعلق مروی ہے کہ وہ (ایثار کی نیت سے) امامت میں ایک دوسرے کو آگے کرتے تھے۔[11]

حاجی، شہید، سخی اور عالم باعمل قیامت کے دن چار لوگ بلا حساب جنت میں داخل ہوں گے: (1) وہ حاجی جس نے حج کے دوران گناہ نہ کئے ہوں۔ (2) وہ شہید جو میدانِ جنگ میں مارا گیا ہو۔ (3) وہ سخی جس نے اپنے مال کو ریاکاری سے آلودہ نہ کیا ہو اور (4) وہ عالم جس نے اپنے علم پر عمل کیا ہو۔ یہ لوگ ایک دوسرے سے اس بات پر جھگڑیں گے کہ جنت میں پہلے کون داخل ہو گا۔[12]

بیماری پر صبر کرنے والی جنون کے مرض میں مبتلا ایک عورت نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! میرے حق میں دعا فرمائیے۔ فرمایا: اگر تو چاہے تو میں تیرے لئے بارگاہِ الٰہی میں دعا کروں کہ وہ تجھے شفا دے اور اگر چاہے تو صبر کر اور تجھ سے حساب نہ ہو۔ اس نے عرض کی: میں صبر کروں گی اور مجھ سے حساب نہ لیا جائے۔[13]

طالبِ علم، فرمانبردار بیوی اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والی اولاد ایک مرفوع روایت کے مطابق یہ تینوں بھی جنت میں انبیائے کرام علیہم السلام کے ساتھ بغیر حساب داخل ہوں گے۔[14]

تین طرح کے لوگ بغیر حساب جنت میں داخل ہوں گے

(1) جو اپنے کپڑے دھوئے لیکن اس کے پاس پہننے کے لئے اس کے علاوہ کوئی اور کپڑا نہ ہو۔ (2) جس کے چولہے پر کبھی دو ہانڈیاں نہ چڑھی ہوں اور (3) جو پینے کے لئے کچھ مانگے لیکن اس سے یہ نہ پوچھا جائے کہ تمہیں کیا چاہئے؟[15]

تین قسم کے لوگ بے خوف و خطر عرشِ الٰہی کے سائے میں آپس میں گفتگو کرتے ہوں گے جبکہ لوگ حساب کتاب میں پھنسے ہوں گے: (1) جو اللہ کریم کے حق کی ادائیگی میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروا نہیں کرتا۔ (2) جس نے اپنے لئے حلال چیز ہی کی طرف ہاتھ بڑھایا اور (3) جس نے ربِّ کریم کی حرام کردہ چیز کی طرف نگاہ نہ کی ہو۔[16]

تین شخص؛ قیامت کے دن سیاہ مشک کے ٹیلے پر ہوں گے،

انہیں گھبراہٹ ہو گی نہ ان کا حساب ہو گا یہاں تک کہ لوگ حساب کتاب سے فارغ ہو جائیں:(1)جس نے رضائے الٰہی کے لئے قرآنِ مجید پڑھا اور لوگوں کی امامت کی نیز وہ لوگ اس سے راضی ہوں۔(2)جس نے رضائے الٰہی کے لئے اذان دی اور اللہ پاک کی طرف بلایا اور (3)جو دنیا میں کسی کا غلام ہو اور اس وجہ سے وہ طلبِ آخرت سے غافل نہ ہو۔[17]

نابینا ہونا سب سے بڑی آزمائش جس میں بندے کو مبتلا کیا جائے وہ بینائی کا جانا ہے، پس جس نے صبر کیا یہاں تک کہ اسی حالت میں اللہ پاک سے ملاقات کا شرف پایا تو اس پر کوئی حساب نہیں ہو گا۔[18] اس بات کی تصدیق اس واقعے سے بھی ہوتی ہے: حضرتِ ابو بصیر رحمۃ اللہ علیہ نابینا تھے، ایک بار حضرت امام باقر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے ان کے چہرے پر ہاتھ پھیرا تو آنکھیں روشن ہو گئیں، جب دوبارہ ہاتھ پھیرا تو پھر نابینا ہو گئے۔ پھر ارشاد فرمایا: ان دونوں باتوں میں سے کون سی بات اختیار کرنا چاہتے ہیں؟ آنکھیں روشن ہو جائیں اور قیامت کے روز بینائی کی نعمت کا اور دیگر اعمال کا حساب لیا جائے یا نابینا ہی رہیں اور بغیر حساب و کتاب جنّت کا داخلہ نصیب ہو جائے۔ عرض کی: جنّت میں بے حساب داخلہ چاہئے، مجھے نابینا رہنا منظور ہے۔[19]

حقوق کی ادائیگی کرنے والا اپنا محاسبہ یہی ہے کہ انسان مرنے سے پہلے پہلے اپنے ہر گناہ سے سچی پکی توبہ کر لے اور اللہ پاک کے فرائض میں جس قدر کوتاہی کی ہے اس کا مداوا کرے یعنی انہیں ادا کرے اور لوگوں کی پائی پائی انہیں واپس کرے۔ اپنی زبان یا ہاتھ سے کسی کو تکلیف دی ہو یا دل میں بدگمانی رکھی ہو تو اس کی معافی مانگے اور لوگوں کے دلوں کو خوش کرے یہاں تک کہ اسے موت آئے تو اس پر کسی کا کوئی حق اور کوئی فرض باقی نہ بچا ہو۔ پس ایسا شخص بغیر حساب کتاب کے سیدھا جنت میں جائے گا۔[20]

سورۃ الانعام کی پہلی تین آیات روزانہ پڑھنے والا جس نے صبح کی نماز میں سورۂ انعام کی ابتدائی تین آیات یَعْلَمُ مَاتَكْسِبُوْنَ تک تلاوت کیں، 40 ہزار فرشتے اس کی طرف نازل ہوں گے، جن کے اعمال کی طرح اس کے نامۂ اعمال میں اجر لکھا جائے گا اور سات آسمانوں کے اوپر سے ایک فرشتہ نیچے آئے گا جس کے پاس لوہے کا ہتھوڑا ہو گا۔ پس اگر شیطان اس کے دل میں کوئی وسوسہ ڈالنا چاہے گا تو وہ فرشتہ اس شیطان کو ایک ضرب لگائے گا جس سے اس کے اور شیطان کی درمیان سَتّر پردے آڑ بن جائیں گے، پھر جب قیامت کا دن ہو گا تو اللہ پاک اس سے فرمائے گا: اے میرے بندے! میں تیرا رب ہوں، میرے عرش کے سائے میں چل، حوضِ کوثر سے سیراب ہو، نہرِ سَلْسَبِیْل سے غسل کر اور جنت میں بغیر کسی حساب و عذاب داخل ہو جا۔[21]

عفو و درگزر سے کام لینے والے قیامت کے دن ایک پکارنے والا دو مرتبہ پکارے گا: جس کا اجر اللہ پاک کے ذِمّۂ کرم پر ہے وہ (بلا حساب) جنت میں داخل ہو جائے۔ تو کوئی پوچھے گا: کون ہے جس کا اجر اللہ پاک کے ذِمّۂ کرم پر ہے؟ تو منادی کہے گا: لوگوں سے درگزر کرنے والے۔ پھر جب تیسری بار پکارے گا کہ جس کا اجر اللہ کریم کے ذِمّۂ کرم پر ہے وہ جنت میں داخل ہو جائے تو ہزاروں افراد بغیر حساب کتاب جنت میں داخل ہو جائیں گے۔[22] (یہ سلسلہ جاری ہے)

---

(1) الزھد للامام احمد بن حنبل، ص240، حدیث:1253 (2) قوت القلوب مترجم، 2/544 (3) کنز العمال، 4/127، الجزء السابع، حدیث:19032 (4) مکاشفۃ القلوب، ص146 (5) کنز العمال، 7/267، الجزء الرابع عشر، حدیث:39744 (6) قوت القلوب، 2/65 (7) احیاء العلوم، 4/200 (8) شرح الصدور، ص151 (9) معجم اوسط، 3/371، حدیث:4865 (10) الزھد لھناد، 1/134، حدیث:176 ملتقطاً (11) احیاء العلوم، 1/235 (12) تفسیر روح البیان، 3/314 (13) صحیح ابن حبان، 4/249، حدیث:2898 (14) کنز العمال، 5/69، الجزء العاشر، حدیث:28824 (15) کنز العمال، 2/76، الجزء الثالث، حدیث:6075 (16) جامع صغیر، ص215، حدیث:3549 (17) شعب الایمان، 3/120، حدیث:3060 (18) مسند بزار، 10/244، حدیث:4342 ملتقطاً (19) شواہد النبوۃ، ص241، 242 (20) احیاء العلوم، 5/281 (21) تفسیر در منثور، 3/246، 245 (22) معجم اوسط، 1/542، حدیث:1998

ذوالقعدہ کی عبادات

ام غزالی عطاریہ مدنیہ
شعبہ ذمہ دار ماہنامہ خواتین

اللہ پاک اور بندوں کے درمیان تعلق کا ایک بہترین طریقہ عبادت ہے اور عبادت کا ہر طریقہ خدا سے تعلق کا ذریعہ ہے چاہے نوافل ہوں یا مستحبات، فرائض ہوں یا واجبات الغرض ہر عبادت و طاعت میں اللہ پاک سے تعلق کا پہلو ضرور موجود ہوتا ہے۔ صوفیائے کرام فرماتے ہیں: اللہ پاک تک پہنچنے کے راستے مخلوق کی سانسوں کی تعداد کے برابر ہیں۔ کسی کو نماز پڑھنا پسند ہوتا ہے، کسی کو تلاوتِ قرآنِ پاک سے رغبت ہوتی ہے اور کسی کو درودِ پاک پڑھنے سے محبت ہوتی ہے۔ یوں ہزاروں راستے ہیں جن پر چل کر بندہ خدا سے تعلق مضبوط کر سکتا ہے اور منزلِ مقصود پر پہنچ سکتا ہے۔ لہٰذا ہمیں اپنی اس مختصر سی زندگی کو عبادت میں گزارنا چاہئے اور فرائض کے ساتھ ساتھ نوافل و مستحبات سے بھی محبت کرنی چاہیے۔ اللہ پاک کے بنائے ہر ماہ میں کچھ نہ کچھ عبادات خاص ہوتی ہیں جو اس ماہ کی اہمیت کو مزید بڑھا دیتی ہیں۔ ذو القعدۃُ الحرام بھی ایک ایسا مہینا ہے جس میں کی جانے والی عبادات کے بھی بے شمار فائدے اور ثواب ہیں۔ اس ماہ کی عبادات جاننے سے پہلے کچھ ضروری باتیں اس ماہ کے متعلق جان لیجئے:

اسلامی سال کا گیارہواں مہینا ذو القعدۃُ الحرام کا شمار حُرمت والے مہینوں میں ہوتا ہے، اس لئے اس کے نام کے ساتھ الحرام کا اضافہ کر کے اسے ذو القعدۃُ الحرام کہتے ہیں جس کا مطلب ہے: حُرمت والا ذو القعدہ۔ اسے ذی قعد بھی کہا جاتا ہے۔[1] ذو القعدہ دو لفظوں سے مل کر بنا ہے، ذُو اور اَلْقَعْدَہ۔ اس مہینے میں عرب والے جنگ اور سفر کے لئے نہیں نکلتے تھے بلکہ اپنے گھروں میں ہی بیٹھے رہتے تھے، اس لئے اس ماہ کو ذُو القعدۃ (بیٹھنے والا مہینا) کہا جاتا ہے۔[2]

اس مبارک مہینے کو کئی نسبتیں حاصل ہیں۔ یہ مبارک مہینا اپنی برکتوں، رحمتوں اور عظمتوں کے سبب زمانہ جاہلیت اور اسلام کے بعد ہر زمانے میں مقبول رہا ہے۔ یہی وہ مہینا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ پاک کی بارگاہ میں تورات شریف کی خواہش کا اظہار کیا تو اللہ پاک نے آپ کو 30 روزے رکھنے کا حکم دیا اور آپ نے ذو القعدۃُ الحرام کے روزے رکھے۔[3] نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے تمام عمرے اسی ماہ میں ادا کئے۔[4] جس کی وجہ امام نَوَوِی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بیان کی ہے کہ حضور نے تمام عمرے ذو القعدۃُ الحرام میں ادا فرمائے تاکہ اس مہینے کی فضیلت کے ساتھ ساتھ (دورِ) جاہلیت کی مخالفت بھی ہو جائے کیونکہ وہ لوگ اس مہینے میں عمرہ کرنے کو بہت بڑا گناہ سمجھتے تھے۔ لہٰذا آپ نے اس مہینے میں بیانِ جواز اور دورِ جاہلیت کے عمل کو باطل کرنے کو خوب واضح کرنے کے لئے کئی عمرے ادا فرمائے۔[5]

ذوالقعدۃُ الحرام کی عبادات

اس ماہِ مبارک کی برکات بہت زیادہ ہیں، لہٰذا ہمیں اس ماہ میں بھی خوب خوب عبادت اور زیادہ سے زیادہ نیک اعمال بجالا کر قُربِ الٰہی حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ہمارے بزرگانِ دین نے اس مہینے میں اجر و ثواب کمانے اور اپنی آخرت بہتر بنانے کے لئے جو اوراد و وظائف ذکر فرمائے ہیں ان میں سے چند پیشِ خدمت ہیں:

1) سرخ یاقوت کے مکانات

جو کوئی ذو القعدۃُ الحرام کی پہلی رات میں چار رکعت نفل

پڑھے اور اس کی ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد 23 مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے تو اللہ پاک اس کے لئے چار ہزار مکان یاقوت سرخ کے بنائے گا اور ہر مکان میں جواہر کے تخت ہوں گے اور ہر تخت پر ایک حور بیٹھی ہو گی جس کی پیشانی سورج سے زیادہ روشن ہو گی۔[6]

2) بخشش نصیب ہو گی

اس مہینے کی پہلی رات بعد نمازِ عشا چار رکعت نفل نماز دو سلام سے پڑھے، ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد 23 مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے۔ بعد سلام کے اپنے گناہوں سے توبہ کر کے اللہ پاک سے مغفرت طلب کرے ان شاءاللہ اس نماز کی برکت سے بخشش نصیب ہو گی اور روزِ حشر اس کی پیشانی آفتاب سے زیادہ روشن ہو گی۔[7]

3) حج اور شہادت کا ثواب

جو ماہِ ذوالقعدۃُ الحرام کی ہر رات میں دو رکعت نفل اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد سورۂ اخلاص 3 بار پڑھے تو اس کو ہر رات میں ایک عمرے کا ثواب ملتا ہے۔[8]

4) درجات کی ترقی

اس مہینے کی 9 تاریخ کو درجات میں ترقی کے لئے دو رکعت نفل اس طرح پڑھے کہ سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ مُزَّمِّل کی تلاوت کرے، سلام کے بعد 3 بار سورۂ یاسین کی تلاوت کرے۔[9]

5) حج اور عمرے کا ثواب

جو کوئی اس مہینے میں ہر جمعہ کے دن چار رکعت نفل اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد 21 بار سورۂ اخلاص پڑھے تو اللہ پاک اس کے لئے حج اور عمرے کا ثواب لکھتا ہے۔[10]

6) دعاؤں کی قبولیت

مہینے کے آخر میں چاشت کے بعد دو رکعت پڑھے، الحمد شریف کے بعد ہر رکعت میں سورۂ قدر تین بار پڑھے، سلام پھیر کر 11-11 بار درود پاک اور الحمد شریف پڑھ کر سجدہ کرے اور جو کچھ اللہ پاک سے چاہے قبول ہو۔[11]

ماہِ ذوالقعدۃُ الحرام کے روزے

اس مبارک مہینے میں نفل نماز کے ساتھ ساتھ نفل روزے رکھنے کا بھی اہتمام کرنا چاہیے کہ اس میں روزے رکھنے کے بھی کئی فضائل مروی ہیں، چند فضائل پیشِ خدمت ہیں:

7) حج مقبول اور غلام آزاد کرنے کا ثواب

جو اس ماہ میں ایک روزہ رکھے تو اللہ پاک اس کے لئے ہر گھڑی میں ایک حج مقبول اور ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب لکھنے کا حکم دیتا ہے۔[12]

8) ہزار برس کی نفلی نمازوں سے زیادہ فضیلت

اس ماہ کے اندر ایک ساعت کی عبادت کرنا اور پیر کے دن روزہ رکھنا ہزار برس کی عبادت سے بہتر ہے۔[13]

9) 900 برس کی عبادت کا ثواب

ذوالقعدہ میں روزہ رکھنے کی ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ جو کوئی ماہِ حرام میں جمعرات، جمعہ اور ہفتہ تین دن کے روزے رکھے تو اسے 900 برس کی عبادت کا ثواب ملے گا۔[14]

اللہ پاک ہمیں اس حُرمت والے مہینے کا ادب کرنے اور اس میں فرائض و واجبات کے ساتھ ساتھ خوب خوب نفل عبادات کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہِ النبی الامین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

(1) اسلامی مہینوں کے فضائل، ص251 (2) تفسیر ابن کثیر، 4/129 (3) تفسیر نسفی، ص384 (4) ابن ماجہ، 3/458، حدیث:2997 (5) شرح مسلم للنووی، جزء:8/ 235، 236 (6) رکن دین، ص175، حصہ:1 ملخصاً (7) مجموعہ اوراد و وظائف، ص402 (8) رکن دین، ص175، حصہ:1 ملخصاً (9) مرقع کلیمی، ص208 (10) رکن دین، ص175، حصہ:1 ملخصاً (11) مرقع کلیمی، ص208 ملخصاً (12) فضائل الایام والشہور، ص457 (13) فضائل الایام والشہور، ص457 (14) شرح عین العلم، 1/183

حضور کی اپنی نواسیوں سے محبت

(نئی رائٹرز کی حوصلہ افزائی کے لئے یہ دو مضمون 35ویں تحریری مقابلے سے منتخب کرکے ضروری ترمیم و اضافے کے بعد پیش کئے جارہے ہیں۔)

بنتِ مدثر عطاریہ (اول پوزیشن)
(درجہ: خامسہ، جامعۃ المدینہ گرلز، صدر راولپنڈی کینٹ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی مبارک زندگی کے متعلق قرآنِ کریم میں ہے: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (پ21، الاحزاب: 21) ترجمہ: بیشک تمہارے لئے اللہ کے رسول میں بہترین نمونہ موجود ہے۔ حکیمُ الاُمت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب **شانِ حبیبُ الرحمن** میں اس آیت پر بہت پیارا کلام فرمایا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی مبارک ذات ہر درجے اور ہر مرتبے کے انسان کے لئے نمونہ ہے۔ مزید فرماتے ہیں: اگر کسی کی زندگی اہل و عیال کی زندگی ہے تو وہ یہ خیال کرے کہ میری تو ایک یا دو یا زیادہ سے زیادہ چار بیویاں ہیں اور کچھ اولاد مگر محبوب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی 9 بیویاں ہیں، اولاد اور اولاد کی اولاد، غلام باندیاں، مُتَوَسِّلِیْن (متعلقین میں شامل لوگ) اور مہمانوں کا ہجوم ہے، پھر کس طرح ان سے برتاؤ فرمایا اور اسی کے ساتھ ساتھ کس طرح رب کی یاد فرمائی۔[1]

حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے سب کو ان کے مقام و مرتبے کے اعتبار سے شفقتوں سے نوازا خصوصاً بیٹیوں کے فضائل بیان فرما کر عرب کے معاشرے کو وحشت و بربریت سے نکالا اور عملی طور پر بھی اس کا مظاہرہ فرمایا۔ اپنی شہزادیوں بلکہ نواسیوں کو بھی پیار و محبت سے نوازا۔ سیرتِ نبوی کی کتب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی چار نواسیوں کا ذکر ملتا ہے: سیدہ زینب، سیدہ اُمامہ، سیدہ اُمِّ کلثوم اور سیدہ رُقَیَّہ رضی اللہ عنہن۔ سیدہ اُمامہ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی بڑی شہزادی حضرت بی بی زینب رضی اللہ عنہا کی بیٹی ہیں جبکہ بقیہ تینوں خاتونِ جنت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولادِ پاک ہیں۔ آیئے! حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے گلشنِ نبوت کی مہکتی کلیوں کے ساتھ محبت و شفقت بھرے انداز کی کچھ جھلکیاں ملاحظہ کیجئے:

سیدہ اُمامہ رضی اللہ عنہا ایک مرتبہ نجاشی بادشاہ نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی خدمتِ بابرکت میں کچھ زیورات کی سوغات بھیجی جن میں ایک قیمتی حبشی نگینے والی انگوٹھی بھی تھی۔ اللہ پاک کے پیارے و آخری نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اس انگوٹھی کو چھڑی یا مبارک انگلی سے مس کیا یعنی چھوا اور نواسی اُمامہ بنتِ ابو العاص رضی اللہ عنہا کو بلا کر فرمایا: اے چھوٹی بچی! اسے پہن لو۔[2] اسی طرح ایک بار ایک بہت ہی خوبصورت سونے کا ہار کسی نے حضور کو پیش کیا جس کی خوبصورتی دیکھ کر حضور کی تمام مقدس بیویاں حیران رہ گئیں۔ حضور نے جب یہ فرمایا کہ میں یہ ہار اس کو دوں گا جو میرے گھر والوں میں مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے تو تمام مقدس بیویوں نے یہ خیال کر لیا کہ یقیناً یہ ہار بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کو عطا فرمائیں گے مگر حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اپنی پیاری نواسی حضرت امامہ کو قریب بلا کر اپنے مبارک ہاتھ سے ان کے گلے میں ڈال دیا۔[3]

کندھوں پر سوار فرمالیا حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، اللہ پاک کے محبوب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو اپنی نواسی حضرت اُمامہ بنتِ ابو العاص رضی اللہ عنہا کو اپنے مبارک کندھے پر اٹھائے ہوئے تھے۔ آپ نماز پڑھانے لگے تو رکوع میں جاتے وقت انہیں اتار دیتے اور جب کھڑے ہوتے تو انہیں اٹھا لیتے۔[4]

سبحان اللہ! کیا پیار و محبت بھرا انداز ہے! اپنی نواسیوں سے محبت کا یہ انداز حضور کی مبارک زندگی کے ساتھ ہی خاص نہیں بلکہ وصالِ ظاہری کے بعد بھی اس کی جھلک نظر آتی ہے۔ چنانچہ جب نواسۂ رسول حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد اہلِ بیت کا کاروان طرح طرح کے مصائب سہتے ہوئے مدینہ منورہ پہنچا تو نواسیِ مصطفےٰ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا فریاد کرتی ہوئی مدینے شریف میں داخل ہوئیں، پھر اہلِ حرم کے سوا کسی کو نہیں معلوم

کہ حجرۂ عائشہ میں کیا ہوا۔ نواسی صاحبہ کی اشک بار آنکھوں پر رحمت کی آستین کس طرح رکھی گئی؟ کربلا کے پس منظر میں مشیتِ الٰہی کا سربستہ راز کن لفظوں میں سمجھایا گیا؟[5] یقیناً سیدہ زینب کا یوں پکار پکار کر اپنے نانا جان صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے فریاد کرنا جہاں ان کے عشقِ رسول پر دلالت کرتا ہے وہیں نانا جان صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا اپنی پیاری نواسی سے محبت بھرے تعلق کی نشاندہی بھی کرتا ہے۔ اللہ پاک ہمیں بھی درسِ سیرتِ مصطفٰے پر عمل کرتے ہوئے اپنی آلِ اولاد کے ساتھ شفقت سے پیش آنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ والہ وسلم

بنتِ شکیل (درجہ: رابعہ، جامعۃ المدینہ گرلز صدر راولپنڈی)

ہمارے معاشرے میں نواسے نواسیوں سے محبت میں نانانانی کو ایک منفرد حیثیت حاصل ہے کیونکہ نانا نانی اپنے نواسے نواسیوں سے والہانہ محبت کرتے اور ان کے بہترین اور اچھے دوست اور غم خوار بھی ہوتے ہیں۔ آقا کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم بطور نانا جان اپنی شہزادیوں کے بچوں بچیوں سے بہت محبت فرماتے تھے۔ نواسے تو اپنے نانا جان کے لختِ جگر تھے ہی لیکن نواسیاں بھی اپنے نانا جان کی شفقتیں لینے میں پیچھے نہ تھیں۔

اللہ پاک کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی چار نواسیاں تھیں: حضرت اُمامہ، حضرت بی بی رقیہ، حضرت زینب اور حضرت اُمِّ کلثوم رضی اللہ عنہن۔ یہ سب کی سب اپنے نانا جان کی آنکھوں کی ٹھنڈک تھیں۔ آیئے! پیارے نانا جان کی اپنی نواسیوں سے محبت بھرے انداز کی جھلکیاں ملاحظہ کیجئے:

نواسی اپنے نانا جان کے مبارک کندھے پر شہزادیِ رسول بی بی زینب رضی اللہ عنہا کی بیٹی کا نام اُمامہ تھا جو حضور کی سب سے بڑی نواسی بھی تھیں، حضور کو ان سے بڑی محبت تھی۔ آپ ان کو اپنے مبارک کندھوں پر بٹھا کر مسجدِ نبوی میں تشریف لے جاتے تھے، جیسا کہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو آپ اپنی نواسی اُمامہ بنتِ ابو العاص رضی اللہ عنہا کو اپنے مبارک کندھے پر اٹھائے ہوئے تھے۔ پھر آپ نماز پڑھانے لگے تو رکوع میں جاتے وقت انہیں اُتار دیتے اور جب کھڑے ہوتے تو انہیں اُٹھا لیتے۔[6]

سونے کا خوبصورت ہار ایک مرتبہ کسی نے حضور کو ایک بہت ہی خوبصورت سونے کا ہار تحفے میں پیش کیا جس کی خوبصورتی دیکھ کر حضور کی تمام بیویاں حیران رہ گئیں۔ حضور نے جب یہ فرمایا کہ میں یہ ہار اس کو دوں گا جو میرے گھر والوں میں مجھے سب سے زیادہ پیاری ہے۔ تو تمام مقدس بیویوں نے یہ خیال کر لیا کہ یقیناً یہ ہار اب بی بی عائشہ کو عطا فرمائیں گے مگر حضور نے حضرت بی بی اُمامہ رضی اللہ عنہا کو قریب بلایا اور اپنی پیاری نواسی کے گلے میں اپنے مبارک ہاتھ سے یہ ہار ڈال دیا۔[7]

لاڈلی شہزادی کی لاڈلی بیٹیاں آقا کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی لاڈلی شہزادی خاتونِ جنت فاطمۃ الزاہرا رضی اللہ عنہا کی تین صاحبزادیاں تھیں۔ اُمُّ المصائب حضرت زینب رضی اللہ عنہا سب سے بڑی شہزادی تھیں جنہوں نے واقعۂ کربلا کے بعد بہت مصیبتیں برداشت کی تھیں۔ دوسری صاحبزادی حضرت بی بی رُقیہ تھیں اور سب سے چھوٹی شہزادی حضرت اُمِّ کلثوم رضی اللہ عنہن تھیں۔ آقا کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اپنی ان تینوں نواسیوں سے بے حد محبت والفت تھی۔[8]

نواسی کو انگوٹھی عطا فرمائی اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: نجاشی بادشاہ کی جانب سے حضور کی خدمت میں کچھ زیورات کی سوغات پیش کی گئی جن میں ایک حبشی نگینے والی انگوٹھی بھی تھی۔ اللہ پاک کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس انگوٹھی کو چھڑی یا مبارک انگلی سے چھوا اور اپنی بڑی شہزادی زینب کی پیاری بیٹی یعنی اپنی نواسی اُمامہ رضی اللہ عنہا کو بلا کر فرمایا: اے چھوٹی بچی! اسے پہن لو۔[9]

یہ سب واقعات ان لوگوں کے لئے مشعلِ راہ ہیں جو اپنی بچیوں، نواسیوں، پوتیوں سے محبت نہیں کرتے اور ان کے ساتھ شفقت بھرا رویہ اختیار نہیں کرتے۔ ہم سب کو چاہیے کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سیرتِ مبارکہ پر عمل کرتے ہوئے اپنی بیٹیوں، نواسیوں اور پوتیوں کو شفقتوں اور محبتوں کے مہکتے گلشن میں پروان چڑھائیں۔

---

(1) شانِ حبیب الرحمٰن، ص158، 159 ملتقطاً (2) ابو داود، 4/126، حدیث: 4235 (3) شرح زرقانی، 4/321 (4) بخاری، 4/100، حدیث: 5996 (5) لالہ زار، ص263، 264 ملخصاً (6) بخاری، 4/100، حدیث: 5996 (7) شرح زرقانی، 4/321 (8) شانِ خاتونِ جنت، ص261 تا 264 ماخوذاً (9) ابو داود، 4/126، حدیث: 4235

معجزاتِ انبیا

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات و عجائبات (قسط 4)

گزشتہ سے پیوستہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات و عجائبات کا ذکر جاری ہے۔ پچھلی قسطوں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹی سے شادی تک کے واقعات ذکر ہو چکے ہیں، اب مصر واپسی کے دوران نبوت ملنے اور اس کے بعد کے معجزات و عجائبات ذکر کئے جائیں گے:

مصر واپسی کے دوران نبوت سے سرفرازی

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب حضرت شعیب کی اجازت سے اپنی بیوی کو ساتھ لے کر واپس مصر کی طرف روانہ ہوئے تو یہ سخت سردی کا موسم تھا، دورانِ سفر اندھیری رات میں آپ نے کوہِ طور کی طرف ایک آگ دیکھی تو بیوی سے فرمایا: تم یہیں ٹھہرو، میں آگ کی چنگاری لے کر آتا ہوں۔ چنانچہ آپ اس آگ کے قریب ہوئے تو دیکھا کہ آگ شعلے مار رہی ہے، مزید قریب آئے تو آگ نے شدت اختیار کر لی، عجیب منظر یہ تھا کہ آگ ایک سرسبز درخت سے نکل رہی تھی اور جوں جوں آگ تیز ہوتی درخت کے پتے بھی زیادہ سبز ہوتے چلے جاتے، آپ اسی منظر میں گم تھے کہ آواز آئی: اِنِّیْۤ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَیْكَۚ-اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًىؕ﴿۱۲﴾ (پ16، طٰہٰ:12) ترجمہ: بیشک میں تیرا رب ہوں تو تو اپنے جوتے اتار دے بیشک تو پاک وادی طویٰ میں ہے۔ اللہ کے فضل و کرم سے آپ سمجھ گئے کہ یہ قدرت سوائے رب پاک کے اور کسی کی نہیں ہو سکتی اور یہ کلام اللہ ہی کا ہے۔[1] تفسیر نور العرفان میں ہے کہ یہ آواز اس درخت سے آ رہی تھی وہ درخت اللہ نہ تھا بلکہ اس کے کلام کا مظہر تھا، جیسے ریڈیو کی پیٹی نہیں بولتی بلکہ بولنے والے کی آواز کا مظہر ہوتی ہے۔[2] پھر ارشاد ہوا: وَ اَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا یُوْحٰى﴿۱۳﴾ (پ16، طٰہٰ:13) ترجمہ: اور میں نے تجھے پسند کیا تو اب اسے غور سے سن جو وحی کی جاتی ہے۔ یعنی یہیں آپ کو نبوت و معجزات عطا ہوئے اور رب کریم سے ہم کلامی کا شرف نصیب ہوا۔ چنانچہ اللہ پاک کے اس حکم پر عمل کرتے ہوئے آپ ایک پتھر سے سہارا لے کر کھڑے ہو گئے اور اپنے سیدھے ہاتھ کو الٹے ہاتھ پر رکھا، ٹھوڑی کو سینے سے لگایا اور کامل طریقے سے اللہ پاک کے کلام کو سننے کی طرف متوجہ ہو گئے۔[3] یہ بھی منقول ہے کہ یہ کلام آپ نے صرف اپنے کانوں سے نہیں بلکہ اپنے جسمِ اقدس کے ہر ہر عضو سے سنا اور سننے کی قوت اتنی عام ہوئی کہ تمام جسمِ اقدس ہی کان بن گیا۔[4]

ربُّ العلمین سے مکالمہ اور عطائے معجزات

اس مقام پر اللہ پاک نے آپ سے کلام فرمایا اور آپ کو دو معجزات عطا فرمائے: عصا کا اژدھا بن جانا اور ہاتھ کا چمک دار ہو جانا، چنانچہ اللہ پاک نے آپ سے فرمایا: عصا کو زمین پر ڈال دو، آپ نے عصا زمین پر ڈالا تو وہ اچانک سانپ بن کر تیزی سے دوڑنے لگا اور اپنے راستے میں آنے والی ہر چیز کو کھانے لگا، یہ دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو (طبعی طور پر) خوف ہوا تو ارشاد ہوا: اسے پکڑ لو ڈرو نہیں! ہم اسے دوبارہ پہلی حالت پر لوٹا دیں گے، آپ نے اپنا ہاتھ مبارک اس کے منہ میں ڈالا تو وہ آپ کے ہاتھ لگاتے ہی پہلے کی طرح عصا بن گیا۔[5]

خیال رہے! قرآن مجید میں عصائے موسیٰ کے سانپ بن جانے کے لئے تین الفاظ استعمال ہوئے ہیں: حَیَّةٌ، جَآنٌّ اور

ثُعْبَانٌ۔ حَیَّۃٌ کسی بھی سانپ کو کہا جاتا ہے، بڑا ہو یا چھوٹا، مذکّر ہو یا مؤنّث۔ ثُعْبَانٌ بہت بڑے جسم والے سانپ کو کہا جاتا ہے اور جَآنٌّ باریک سانپ کو کہتے ہیں۔ ایک ہی سانپ کے لئے تینوں الفاظ کا استعمال کرنے کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ جب آپ عصا زمین پر ڈالتے تو شروع میں وہ باریک سانپ بن جاتا پھر آہستہ آہستہ پھیلتا جاتا اور بڑا اژدھا بن جاتا۔ یا دوسری وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ وہ جسم کے لحاظ سے بہت بڑا اژدھا بن جاتا مگر دوڑ اور پھرتی میں باریک سانپ کی طرح ہوتا۔ (6)

دوسرا معجزہ جو آپ کو دیا گیا وہ آپ کے ہاتھ کا چمک دار ہونا ہے، چنانچہ ارشاد ہوا: اپنا ہاتھ اپنی قمیص کے گریبان میں ڈال کر نکالو تو وہ کسی بیماری کے بغیر سفید اور چمک دار ہو جائے گا، آپ نے اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال کر نکالا تو ویسا ہی چمک دار نکلا۔ فرمایا: اب اسے اپنے ساتھ ملالو تاکہ یہ اپنی اصلی حالت پر لوٹ آئے اور خوف دور ہو جائے۔

خصائصِ معجزاتِ موسیٰ

اللہ پاک نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خاص طور پر عصا و یدِ بیضا کا معجزہ ہی کیوں عطا فرمایا؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ تمام انبیائے کرام کو ان کے زمانے کے حالات کے مطابق معجزات عطا کیے گئے، مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں علم طب و حکمت کا زور تھا تو آپ کو مُردوں کو زندہ کرنے، پیدائشی اندھوں کو بینائی بخشنے اور برص والوں کو اچھا کرنے کے معجزات عطا کیے گئے جس سے تمام اطبا و حکما عاجز رہے۔ اسی طرح نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے دور میں فصاحت کا زور تھا تو حضور کو قرآنِ پاک جیسا عظیم الشان معجزہ عطا فرمایا گیا کہ بڑے بڑے فصحا اس کی ایک آیت کی مثل لانے سے بھی عاجز رہے۔ چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں جادو کا بڑا زور تھا اور جادوگر کثیر تعداد میں تھے لہٰذا آپ کو ایسا معجزہ دیا گیا جس سے آپ نے جادوگروں کا مقابلہ کیا اور ان کو عاجز کر دیا۔ (7)

نیز معجزہ اس چیز کو کہتے ہیں جو خلافِ عادت ہو، اللہ پاک اپنے نبیوں و رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے یہ عطا فرماتا ہے، نبیوں اور رسولوں کو معجزات اس لئے عطا ہوتے ہیں کہ وہ ان کی نبوت و صداقت پر دلیل، جھٹلانے والوں کے خلاف حجت اور حق سے پھرنے والوں کے لئے چیلنج ہوں، یوں تو نبی کی سچائی کے لئے ایک معجزہ بھی کافی ہوتا ہے مگر بعض انبیا و رسل ایسے گزرے ہیں جنہیں ان کی قوم کی اکھڑ مزاجی اور طبیعت کی سختی کی وجہ سے کثیر معجزات دیئے گئے، حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی انہی انبیا میں سے ہیں جنہیں ان کی قوم کے مزاج کی سختی، جھٹلانے کی شدت اور فرعون کی سرکشی و زیادتی کی وجہ سے کثیر معجزات عطا فرمائے گئے، ایک وجہ یہ بھی ہے کہ دیگر انبیا علیہم السلام اپنی ہی قوم کی طرف مبعوث ہوئے جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم بنی اسرائیل کے علاوہ قومِ فرعون کی طرف بھی بھیجے گئے اور قومِ فرعون کی جہالت تمام اقوام کی جہالت سے زیادہ تھی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات و عجائبات چونکہ بہت زیادہ ہیں اور موتیوں کی طرح بکھرے ہوئے ان معجزات و عجائبات کو ایک جگہ سمیٹے بغیر سمجھنا بہت مشکل ہے، لہٰذا آسانی کے لئے ان کو دو قسموں کے تحت ذکر کیا جارہا ہے:

1) وہ معجزات جن کا ظہور فرعون اور اس کی قوم کے لئے ہوا،

2) وہ معجزات جن کا ظہور بنی اسرائیل کے لئے ہوا۔

(یہ سلسلہ جاری ہے اور ان شاء اللہ اگلی قسطوں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نبی بننے کے بعد کے معجزات و عجائبات بیان ہوں گے۔)

---

1 تذکرۃ الانبیاء، ص485، 487 ملخصاً

2 تفسیر نور العرفان، ص498

3 تذکرۃ الانبیاء، ص489

4 تفسیر خازن، 3/432 ملخصاً

5 تفسیر خازن، 3/252 ملخصاً

6 تذکرۃ الانبیاء، ص492

7 تذکرۃ الانبیاء، ص512 ملخصاً

اچھی بری شرم

اُمِّ سلمہ عطاریہ مدنیہ
ملیر کراچی

حضرت اُمِّ سُلَیم رضی اللہ عنہا نے بارگاہِ نبوی میں عرض کی: یارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! اللہ پاک حق بیان کرنے سے حیا نہیں فرماتا، کیا جب عورت کو احتلام ہو تو اس پر غسل واجب ہے؟ ارشاد فرمایا: (ہاں!) جب وہ پانی (منی) دیکھے۔[1]

معلوم ہوا ہماری بزرگ خواتین بخوبی جانتی تھیں کہ کہاں شرم کرنی چاہیے اور کہاں نہیں۔ لیکن افسوس! آج ہمارے معاشرے میں عورتوں کی ایک بڑی تعداد ایسی ہے جو بے پردگی، گانے باجے سننے، فلمیں ڈرامے، بے ہودہ ولاگز اور فحش قسم کا مواد دیکھنے، نیز نامحرموں سے ہنسی مذاق میں تو کوئی شرم نہیں کرتیں، مگر دینی مسائل سیکھنے اور ان پر عمل کرنے میں شرم وحیا محسوس کرتی ہیں۔

حقیقت میں یہ سب دین سے دوری کا نتیجہ ہے، یہی وجہ ہے کہ ہماری مائیں اپنی بالغ ہونے والی بیٹیوں کو حیض کے شرعی مسائل نہیں بتاتیں کیونکہ ان کی اپنی اکثریت خود حیض ونفاس کے بنیادی مسائل سے آگاہ نہیں ہوتی، بلکہ عوام میں رائج غلط فہمیوں کو ہی حکمِ شریعت سمجھ رہی ہوتی ہیں کیونکہ باقاعدہ طور پر ان مسائل کو کبھی سیکھا ہی نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ عورتوں کے احتلام کے متعلق بھی نوجوان لڑکیوں کی ایک تعداد درست معلومات نہیں رکھتی، حد تو یہ ہے کہ ان کی شادی کر دی جاتی ہے لیکن وہ ضروری شرعی مسائل سے پوری طرح واقف نہیں ہوتیں۔ پھر یہ شرم صرف مسائلِ شرعیہ سیکھنے سکھانے ہی میں نہیں ہوتی بلکہ ایسی بھی ایک تعداد پائی جاتی ہے جو معاشرتی ماحول کے زیرِ اثر، علم رکھنے کے باوجود عمل کرنے میں شرم و جھجک محسوس کرتی ہے۔ کچھ لڑکیاں حائضہ ہونے کے باوجود شرما شرمی میں دیگر خواتین کی موجودگی میں نماز پڑھ لیتی ہیں تو کچھ ایامِ حیض میں تعلیمِ قرآن دیتے یا حاصل کرتے ہوئے آیاتِ مبارکہ پڑھ دیتی ہیں یا قرآنِ کریم کو ہاتھ لگا لیتی ہیں۔ کچھ غسل فرض ہونے کے باوجود گھر والوں سے شرما کر نہانے میں سستی کرتی ہیں تو کچھ وضو ٹوٹ جانے پر سب کے سامنے وضو کرنے کے لئے جانا باعثِ شرم سمجھتی ہیں۔ آخر ہم کب تک لوگوں سے شرم کرتے ہوئے خدا کی نافرمانی کرتی رہیں گی! غور کیجیے! کہیں دنیا میں چند لوگوں کے سامنے محسوس ہونے والی وقتی شرم ہمیں آخرت کے سخت ترین عذاب میں مبتلا کرنے کا ذریعہ نہ بن جائے! لہٰذا ہمت کیجیے اور شرعی مسائل سیکھنے اور ان پر عمل کرنے میں رکاوٹ بننے والی شرم وحیا کو دور کر کے رضائے الٰہی والے اعمال بجالانے میں مصروف ہو جایئے۔

ہمیں بھی چاہیے کہ ہم اپنے آس پاس ایسا ماحول قائم کریں جس میں ہمارے قریبی افراد کو شرعی مسائل سیکھنے اور ان پر عمل کرنے میں کسی طرح کی شرم و جھجک نہ ہو۔ شرعی احکام سیکھنے اور ان پر عمل کرنے والیوں پر جملے کسنے، طنز کرنے، مذاق اڑانے اور تماشا بنانے سے گریز کرنا چاہیے۔ ایسا رویہ ہرگز اختیار نہیں کرنا چاہیے کہ مسلمان حکمِ شریعت کو ترجیح دینے کے بجائے ہماری طرف سے ہونے والی تنقید اور مذاق اڑائے جانے کے خوف سے دین کی طرف آنے کی ہمت ہی نہ کر پائیں۔ اللہ پاک ہمیں ایسی جھوٹی شرم سے بچائے جو اس کی ناراضی والے اعمال پر ابھارے اور حقیقی شرم وحیا نصیب فرمائے۔ اٰمِین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمِین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

[1] بخاری، 1/ 68، حدیث: 130

شرحِ سلامِ رضا

بنتِ اشرف عطاریہ مدنیہ
ڈبل ایم اے (اردو، مطالعہ پاکستان) گوجرہ منڈی بہاؤالدین

(166)

بے عذاب و عتاب و حساب و کتاب
تا اَبد اہلِ سنت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی: **عتاب:** ناراضی۔ **تا ابد:** ہمیشہ۔

مفہومِ شعر: یااللہ! اہلِ سنت و جماعت پر بغیر کسی سزا، ناراضی اور حساب کتاب کے ہمیشہ رحمتیں اور برکتیں نازل فرما۔

شرح: **بے عذاب و عتاب و حساب و کتاب:** نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میری اُمت میں سے ستر ہزار لوگوں کو یوں جنت میں داخل فرمائے گا کہ ان پر کوئی حساب ہوگا نہ کوئی عذاب۔[1] اس شعر میں اسی حدیث پاک کی طرف اشارہ ہے۔

تا ابد اہلِ سنت پہ لاکھوں سلام: اہلِ سنت کو خاص کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ایک روایت کے مطابق اس اُمت کے 73 فرقوں میں سے نجات یافتہ فرقہ اہلِ سنت و جماعت ہی ہے جو حضور اور صحابہ کے طریقے پر قائم ہے، کیونکہ آج کل نئے نئے گروہوں نے کئی نئے عقیدے گھڑ لئے ہیں جو صحابہ کرام کے ہرگز نہ تھے، نیز یہ بھی سچ ہے کہ اللہ و رسول اور صحابہ و اہلِ بیت کو ان کی تمام شانوں سمیت اہلِ سنت و جماعت ہی مانتے ہیں، کیونکہ دیگر مکاتبِ فکر میں سے کوئی توحید کی آڑ میں رسالت کی توہین کرتا ہے تو کوئی صحابہ کو مانتا ہے مگر اہلِ بیت کو ہدفِ تنقید بناتا ہے اور کوئی اہلِ بیت کی عقیدت کے پسِ پردہ صحابہ کرام کو معاذ اللہ برا بھلا کہتا ہے۔ لہٰذا اہلِ سنت و جماعت ہی سوادِ اعظم یعنی مسلمانوں کا سب سے بڑا گروہ ہے جس کے متعلق حضور نے ارشاد فرمایا: اللہ پاک کی تائید جماعت کے ساتھ ہوگی اس لئے سوادِ اعظم کی پیروی کو لازم پکڑو، کیونکہ جو جماعت سے جدا ہوگا وہ دوزخ میں جائے گا۔[2]

تاریخ گواہ ہے کہ دنیا بھر میں اگرچہ اسباب و وسائل اور مادی لحاظ سے دیگر گروہ مضبوط ہوں مگر عددی قوت اہلِ سنت و جماعت ہی کی رہی اور اب بھی ہے۔

(167)

تیرے ان دوستوں کے طفیل اے خدا
بندۂ ننگِ خلقت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی: **طفیل:** وسیلے سے۔ **ننگ خلقت:** مخلوق کے لئے باعثِ شرم و عار۔

مفہومِ شعر: یااللہ! جتنے تیرے نیک بندوں کا ذکر ہوا ان تمام دوستوں کے صدقے مجھ فقیر و حقیر کو بھی اپنی رحمتوں سے ڈھانپ لے اور سلامتی نازل فرما۔

شرح: سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اس شعر میں عاجزی فرما رہے ہیں کہ اے اللہ! تیرے وہ دوست جن سے تو محبت فرماتا ہے ان کے صدقے مجھ جیسے گنہگار مخلوق کے لئے باعثِ شرم و عار بندے احمد رضا پر بھی اپنی سلامتی اور رحمت نازل فرما۔ اللہ و رسول کے حضور بندے کو یہی عاجزی لائق ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ساری زندگی اللہ و رسول کے ادب اور ناموسِ رسالت کی حفاظت میں گزاری، عشق و محبت اور ادبِ رسول کی دولت کی وجہ سے ان کو ہر فن میں جو کمال حاصل تھا وہ انہی کا حصہ ہے، آج آپ کو محافظِ ناموسِ رسالت اور مُجَدِّدِ دین و ملت کے القاب سے یاد کیا جاتا ہے، اس کے باوجود آپ کہیں خود کو بندۂ ننگ خلقت تو کہیں سگِ بے ہنر لکھتے ہیں،

اصل بات یہ ہے کہ جس انسان کو جس قدر اللہ پاک کی پہچان ہوتی ہے وہ اتنا ہی باادب اور عاجزی کرنے والا ہو جاتا ہے۔

(168)

میرے استاد ماں باپ بھائی بہن

اہلِ وُلد و عَشیرت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی: **وُلد:** اولاد۔ **عشیرت:** کنبہ۔

مفہومِ شعر: میرے استاد، ماں باپ، بھائی بہن، آل و اولاد اور سب اہلِ خانہ پر لاکھوں سلام۔

شرح: قرآن و سنت میں اپنے والدین، اولاد، اہلِ خانہ اور متعلقین کو اپنی دعاؤں میں شامل کرنے کی تعلیم دی گئی ہے، چنانچہ اعلیٰ حضرت انہی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے صحابہ کرام، اولیائے کرام و مشائخ عظام پر سلام بھیجنے کے بعد اب اپنے اہلِ خانہ اور متعلقین کی سلامتی کے لئے دعاگو ہیں۔

اعلیٰ حضرت کے والدِ ماجد مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور کے بہت جید عالم تھے۔ جبکہ آپ کے دو بھائی مولانا حسن رضا خان اور مولانا محمد رضا خان اور دو بہنیں تھیں۔ آپ نے تمام علوم دینیہ کی تکمیل اپنے والدِ گرامی سے کی، ان کے علاوہ مرزا غلام قادر بیگ اور شاہ ابوالحسین احمد نوری سے بھی کچھ علوم حاصل کیے۔ آپ کے دو صاحبزادے مفتیِ اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان اور حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان جبکہ 5 صاحبزادیاں تھیں۔

(169)

ایک میرا ہی رحمت میں دعویٰ نہیں

شاہ کی ساری امت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی: **دعویٰ:** حق جمانا۔

مفہومِ شعر: اے اللہ! تیری رحمت پر میری اجارہ داری تھوڑی ہے، پھر تیری اتنی وسیع رحمت کو میں اپنی ذات تک ہی کیوں محدود رکھوں؟ یہ کیوں نہ کہوں کہ شاہ کی ساری امت پہ لاکھوں سلام۔

شرح: اس شعر میں حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی ساری امت پر سلام بھیجا گیا ہے۔ اللہ کی رحمت ہر چیز سے بڑھ کر ہے، جس کا تقاضا ہے کہ اس کا سوال بھی ہر ایک کے لئے کیا جائے، اسے محدود نہ کیا جائے، جیسا کہ مروی ہے کہ ایک بدوی نے ان کلمات کے ساتھ دعا کی: اے اللہ! مجھ پر اور حضور پر رحم فرما اور کسی پر رحم نہ فرما! تو حضور نے فرمایا: بے شک تو نے بڑی وُسعت والی چیز (یعنی اللہ کی رحمت) کو تنگ کر دیا۔[3] اعلیٰ حضرت نے اسی لئے سلام کے آخر میں پوری امت مسلمہ کے لئے دعا کی ہے، ہمیں بھی حضور کی ساری امت کیلئے دعا کرنی چاہیے۔

(170، 171)

کاش محشر میں جب ان کی آمد ہو اور

بھیجیں سب اُن کی شوکت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قُدسی کہیں ہاں رضا

مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی: **شوکت:** شان۔ **قدسی:** فرشتے۔

مفہومِ شعر: تخیلِ رضا کتنا خوبصورت ہے! کہتے ہیں کہ میری تمنا ہے کہ جب حضور محشر کے میدان میں اپنی شان و شوکت کے ساتھ تشریف لائیں اور سب اہلِ محشر ان کی ارفع و اعلیٰ شان پہ لاکھوں سلام بھیج رہے ہوں، تبھی حضور کی خدمت پر مامور فرشتے مجھ سے کہیں: اے رضا! مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام، یعنی یہ کلام پڑھ۔

شرح: ایک روایت کے مطابق صبح و شام 70 ہزار فرشتے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر درودِ پاک بھیجتے ہیں، یہاں تک کہ قیامت کے دن جب حضور اپنی قبرِ مبارک سے باہر تشریف لائیں گے تو 70 ہزار فرشتوں کے درمیان آئیں گے جو کہ آپ کی عزت و توقیر کے لئے حاضر ہوں گے۔[4] انہی فرشتوں اور خدام کو اعلیٰ حضرت نے "خدمت کے قدسی" فرمایا ہے۔

---

(1) ابن ماجہ، 4/511، حدیث: 4286 (2) نوادر الاصول، 3/27، حدیث: 549
(3) بخاری، 4/103، حدیث: 6010 (4) مشکاۃ المصابیح، 2/401، حدیث: 5955

مدنی مذاکرہ

حرمین طیبین سے مٹی اور کنکر لانا

سوال: حرمین طیبین سے مقدّس مٹی لانا درست نہیں ہے تو پھر حرمین طیبین سے آب زم زم، کھجوریں اور دیگر چیزیں لانا کیسا ہے؟

جواب: ایسا کہنا کہ مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کی مٹی لانا درست نہیں یہ صحیح نہیں ہے۔ مدینے شریف کی مٹی کے بارے میں علمائے کرام کے مختلف اقوال ہیں: بعض علما لانے کی اجازت دیتے ہیں جبکہ بعض علما منع کرتے ہیں لیکن اگر کوئی خاکِ مدینہ یا کنکر اپنے وطن میں لے آتا ہے تو یہ ناجائز نہیں ہے۔ جو علما منع کرتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ خاکِ مدینہ مدینے شریف کی زمین کا ایک حصہ ہے لہٰذا اسے مدینے شریف سے جدا نہ کیا جائے کیونکہ اس مٹی کو مدینے کی جدائی کے سبب تکلیف ہوتی ہے۔ ہر چیز میں اپنے اپنے حساب سے حس اور سمجھ ہوتی ہے، جبھی تو قیامت کے دن یہ چیزیں گواہیاں دیں گی۔

حرمین طیبین سے کھجور اور دیگر تبرکات لانا

کھجوریں چونکہ مدینے شریف کا حصہ نہیں ہیں، یہ مدینے شریف میں مختلف شہروں سے آتی ہیں بلکہ اگر مدینے شریف کی پیداوار ہوں تب بھی انہیں لانے میں حرج نہیں کہ وہ تو کھالی جاتی ہیں۔ اسی طرح آبِ زم زم بھی لانے میں کوئی حرج نہیں ہے بلکہ یہ تو تبرک ہے، لوگ اسے وطن لے جاتے ہیں کسی عالم نے آج تک منع نہیں کیا۔ میں نے نہ تو کہیں پڑھا اور نہ علما سے سنا کہ آبِ زم زم لے جانا منع ہے۔ لہٰذا آبِ زم زم اور کھجوریں لانی چاہئیں۔ اگر کوئی خاکِ مدینہ بھی لے آتا ہے تو اس کو بھی معاذ اللہ برا بھلا نہ کہا جائے۔[1]

حاضریِ مدینہ کے لئے تھوڑے تھوڑے پیسے جمع کرلیجیے

سوال: کوئی ایسا عمل بتادیجئے کہ ہمیں مدینے کا ٹکٹ مل جائے۔

جواب: درود شریف کی کثرت کرتے رہیں اور دعا بھی کرتے رہیں، جب آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم بلائیں گے تو خود ہی انتظام ہو جائے گا۔ جب مکان چاہیے تو اس کے لیے لوگ پیسے جمع کرتے اور پھر مکان لیتے ہیں، دکان چاہیے تو اس کے لیے بھی رقم جمع کرنا پڑتی ہے، شادیوں کے لیے بھی لوگ رقم جمع کرتے ہیں، دیگر جو بھی کام ہیں ان کے لیے رقم جمع کرنے کا ذہن ہوتا ہے تو اسی طرح حج یا عمرہ اور مدینہ پاک کی حاضری کے لیے بھی دوسروں کی جیب پر نظر رکھنے کے بجائے محنت مزدوری کر کے تھوڑے تھوڑے پیسے جمع کر لیے جائیں۔ جب پیسے جمع ہو جائیں گے تو ان شاءاللہ مدینے کی حاضری بھی ہو جائے گی۔[2]

خانۂ کعبہ پر پہلی نظر پڑے تو کون سا عمل کیا جائے؟

سوال: جب ہم مکہ مکرمہ جائیں اور ہماری پہلی نظر خانہ کعبہ پر پڑے تو ہم نوافل ادا کریں یا نظر جھکا کر کھڑے رہیں؟

جواب: جوں ہی کعبہ معظمہ پر پہلی نظر پڑے تو تین بار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَاللہُ اَکْبَرُ کہیں اور درود شریف پڑھ کر دعا مانگیں کہ رفیق الحرمین میں ہے: جب کعبہ شریف پر پہلی نظر پڑتی ہے تو وہ قبولیت دعا کا وقت ہے۔[3] لہٰذا اس وقت جو دعا مانگی جائے ضرور قبول ہوتی ہے۔ آپ چاہیں تو یہ دعا مانگ لیں کہ یا اللہ! میں جب

بھی کوئی جائز دعا مانگا کروں وہ قبول ہوا کرے۔[4]

سفرِ حرمین میں کون سی عبادات کی جائیں؟

سوال: حرمین شریفین کے سفر میں کون سی عبادات زیادہ کی جائیں؟

جواب: طواف ایک ایسی عبادت ہے جو روئے زمین پر ایک ہی جگہ میسّر ہے اور وہ جگہ مسجد الحرام میں کعبہ معظّمہ ہے۔ دنیا میں کسی اور جگہ کعبہ نہیں ہے۔ ساتویں آسمان سے اوپر بیت المعمور ہے جسے فرشتوں کا کعبہ کہا جاتا ہے اور فرشتے اس کا طواف کرتے ہیں،[5] ظاہر ہے کہ وہاں تک انسان کی رسائی نہیں ہے۔ اس لئے جتنا ہو سکے کعبہ معظّمہ کا طواف کرے، یہاں تک لکھا ہے کہ مسجد الحرام میں داخل ہونے والے کے لئے تحیۃ المسجد بھی یہی ہے کہ وہ طواف کرے۔[6] یوں ہی جتنا ہو سکے عمرے کرنے کی بھی سعادت حاصل کرے۔ اس کے علاوہ ختم قرآن کی سعادت پائے، مسجد الحرام اور مسجد نبوی شریف میں جتنا ممکن ہو وقت گزارے، مسجد الحرام میں کعبہ شریف پر نظر جمائے، مسجد نبوی شریف میں سبز گنبد پر نظر جمائے اور خوب درود پاک پڑھے۔ یہ سب ثواب کے کام ہیں۔[7]

عورت عمرہ کر کے بال کٹوانا بھول جائے تو کیا کرے؟

سوال: اگر عورت عمرہ کرے اور بال کٹوانا بھول جائے تو اس پر کیا حکم ہوگا؟

جواب: ایسی صورت میں وہ احرام سے باہر نہیں ہوئی، اب بھی اس پر احرام کی پابندیاں جاری ہیں۔[8] ایسی صورت میں اگر وہ وطن واپس آگئی تو اسے چاہئے کہ وطن میں ہی بال کاٹ لے اور حج یا عمرے پر جانے والے کسی بااعتماد شخص کے ہاتھ رقم بھجوادے کہ وہ حرم میں اس کا دم دلوادے۔[9] اس کے علاوہ عمرہ کرنے کے بعد سے اب تک جو اس نے خطائیں کیں، ان پر الگ کفّارے ہوں گے، کہیں صدقہ دینا ہوگا اور کہیں دم دینے ہوں گے۔ اب اس نے کیا کیا غلطیاں کیں؟ یہ سب علم حاصل کرنے سے ہی معلوم ہوگا۔ اس کے لئے مکتبۃ المدینہ کی کتاب ”رفیق الحرمین“ کا مطالعہ کریں، اس میں آپ کو اس طرح کے سوالات اور جوابات مل جائیں گے۔ ان شاءَ اللہ[10]

عورت کا اپنی بہن کے داماد کے ساتھ عمرے پر جانا کیسا؟

سوال: میری خالہ اور ان کا داماد عمرے پر جا رہے ہیں، کیا میری امّی جان ان کے ساتھ عمرے پر جا سکتی ہیں؟

جواب: مسئلہ عمرے یا حج کا نہیں ہے، بلکہ شرعی سفر کا ہے۔ مثال کے طور پر اگر کوئی عورت مکّہ شریف میں رہتی ہو تو اسے حج یا عمرہ کرنے کے لئے کسی محرم کی حاجت نہیں ہے،[11] کیونکہ وہاں سب چیزیں قریب ہیں۔ اسی طرح اگر کوئی عورت کراچی میں رہتی ہو اور اسے حیدر آباد جانا ہو تو چونکہ یہ ڈیڑھ یا پونے 200 کلو میٹر کا سفر ہے (جو شرعی سفر یعنی 92 کلو میٹر سے زیادہ ہے)، اس لئے بغیر محرم کے سفر کرنے کی اجازت نہیں ہوگی،[12] اگر اکیلے سفر کیا تو گناہ گار ہوگی۔ حُرمتِ مُصاہرت کے حساب سے داماد اپنی ساس کا محرم ہوتا ہے، اس لئے ساس اپنے داماد کے ساتھ عمرے پر جا سکتی ہے،[13] لیکن آپ کی امّی جان آپ کی خالہ کے داماد کی محرم نہیں ہیں، اس لئے یہ ان کے ساتھ عمرے پر نہیں جا سکتیں۔ محرم کے ساتھ سفر کرنے میں بھی ایک قید یہ ہے کہ محرم قابلِ اطمینان ہو، اگر محرم فاسق، فاجر، جری، بے باک اور بدکار قسم کا ہو تو بھلے وہ سگا بیٹا یا بھائی ہو اس کے ساتھ سفر کی اجازت نہیں ہوگی کہ ہو سکتا ہے وہ اپنی ماں یا بہن کو ہی داؤ پر لگادے۔ اگر محرم نابالغ، ناسمجھ ہو تو اس کے ساتھ بھی سفر نہیں ہو سکتا،[14] کیونکہ وہ اسے سنبھال نہیں سکتا، اس لئے وہ بھی قابلِ اطمینان نہ ہوا۔[15]

---

(1) ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت، 2/60 (2) ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت، 2/235 (3) رفیق الحرمین، ص91 ماخوذاً (4) ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت، 2/456 (5) تفسیر خازن، 4/186 (6) مجمع الانہر، 1/401 (7) ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت، 3/489 (8) فتاویٰ ہندیہ، 1/232 (9) بہار شریعت، 2/1142، حصّہ: 6 ماخوذاً (10) ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت، 4/14 (11) فتاویٰ ہندیہ، 1/219 ماخوذاً (12) فتاویٰ ہندیہ، 1/142 ماخوذاً (13) بہار شریعت، 1/1044، حصّہ: 6 مفہوماً (14) فتاویٰ ہندیہ، 1/219 ماخوذاً (15) ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت، 4/83

گھر والوں کا دل جیتنے کے نسخے

اُمِّ میلاد عطاریہ*

اخلاق وہ چیز ہے جس کی کوئی قیمت نہیں دینی پڑتی مگر اس سے ہر انسان خریدا جا سکتا ہے۔ حضور نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لئے بہتر ہے اور میں اپنے گھر والوں کے لئے تم سب سے بہتر ہوں۔[1] نیک، اچھے اور کامیاب لوگوں کی ایک خوبی یہ بھی ہوتی ہے کہ وہ خود سے تعلّق رکھنے والوں کے دل جیتنے والے ہوتے ہیں، آخر وہ کونسی سی خوبیاں ہیں جن کو اپنا کر انسان ہر دل عزیز بن سکتا ہے کہ دنیا سے جانے کے بعد بھی لوگ اُسے یاد رکھیں۔ ہر جگہ کا ماحول خوشگوار رہے، زندگی کا سفر محفوظ و آسان ہو جائے۔ لوگ آپ کی مثالیں دیں، آپ جیسا بننے کی کوشش کریں، آپ آئیڈیل پرسنالٹی بن جائیں اور دنیا و آخرت میں آپ کا نام روشن ہو۔ اگر آپ گھر والوں کا دل جیتنا چاہتے ہیں تو ہر جائز کام میں ہمیشہ اُن کی اطاعت کریں۔ کیونکہ ناجائز کام میں کسی کی اطاعت جائز نہیں۔ حدیثِ پاک میں ہے: لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ یعنی اللہ پاک کی ناراضی میں کسی کی اطاعت جائز نہیں۔[2]

سب سے پہلے تو والدین کا دل جیتنے کی کوشش کریں اُن کے سامنے اپنی آواز دھیمی، نگاہیں نیچی رکھیں۔ کبھی بھی اکتاہٹ کا اظہار نہ کریں۔ اُن کے چہروں کو مَحبّت بھری نظروں سے دیکھیں۔ حضور نبیِ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جب اولاد اپنے ماں باپ کی طرف رحمت کی نظر کرے تو اللہ پاک اُس کے لئے ہر نظر کے بدلے حجِّ مَبْرور (یعنی مقبول حج) کا ثواب لکھتا ہے۔ صحابۂ کرام نے عرض کی: اگرچہ دن میں 100 مرتبہ نظر کرے؟ ارشاد فرمایا: نَعَمْ، اَللهُ اَكْبَرُ وَاَطْيَبُ یعنی ہاں، اللہ پاک سب سے بڑا ہے اور سب سے زیادہ پاک ہے۔[3] ایسے ہی بچّوں کو خوش کرنا سنّتِ نبوی ہے۔ نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اِنَّ فِي الْجَنَّةِ دَارًا يُقَالُ لَهَا دَارُ الْفَرَحِ، لَا يَدْخُلُهَا اِلَّا مَنْ فَرَّحَ الصِّبْيَانَ ترجمہ: بے شک جنّت میں ایک گھر ہے جسے دارُ الفَرَح (خوشی کا گھر) کہا جاتا ہے، اُس میں وہی داخل ہو گا جو بچّوں کو خوش رکھتا ہے۔[4] بچّوں کے ساتھ اُن کے کھیلنے، ہنسنے، بہلنے کی باتیں کریں۔ کھیل ہی کھیل میں بچّوں کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کریں۔ بیٹیوں اور بیٹوں کے درمیان برابری کا معاملہ رکھیں۔

ایسے ہی نیّت کی درستی کے ساتھ ساتھ عدل و انصاف، معاف کرنے، حسنِ اخلاق، عاجزی و نرمی اور سلام کی عادات اپنائیں نیز گھر کا سکون جن چیزوں سے وابستہ ہے ان میں سے

* نگرانِ عالمی مجلس مشاورت
(دعوتِ اسلامی)

ایک **"جھگڑے"** سے بچنا بھی ہے، ہر معاملے میں اپنی من مانی کرنا دوسروں کو تنگی میں مبتلا کرنے والی بات ہے، دوسروں کی بھی سنیں پھر اس کے فائدے دیکھئے چھوٹی چھوٹی باتوں پر طوفان مچانے والا اپنا وقار کھو بیٹھتا ہے۔ ہر وقت **"تنقید کے تیر"** برسانے کے بجائے اچھے کاموں پر حوصلہ افزائی بھی کرتے رہنا چاہیے، اِس سے دوسروں کے دل میں جگہ بنتی ہے۔ ہر وقت تیوری چڑھا کر رکھنا (یعنی غصیلا چہرہ بنانا) آپ سے لوگوں کو دُور تو کر سکتا ہے قریب نہیں۔ اسی طرح فیملیز میں بے سکونی کی ایک بڑی وجہ برداشت نہ ہونا بھی ہے۔ اگر آپ کے اندر برداشت نہیں ہے تو چاہے آپ گھر میں صرف دو فرد بھی رہتے ہیں تو آپ دونوں لڑتے رہیں گے۔ آپ کے تعلّقات کو دور تک لے جانے میں آپ کا تحمّل اور پیمانۂ برداشت (Level of tolerance) بہت معنٰی رکھتے ہیں۔ بعض اوقات برداشت کرنے والا فرد یہ سوچ لیتا ہے کہ میں اکیلا ہی کیوں برداشت کروں؟ عرض ہے کہ آپ اکیلے کے برداشت کرنے کی برکت سے آگے جا کر دوسرا بھی برداشت کرنے والا بن جاتا ہے۔ ایسے ہی عیبوں کو چھپائیں۔ اندر کے لوگ گھر کی باتیں اندر رکھتے ہیں، وہ باہر کے لوگ ہوتے ہیں جو گھر کی باتیں باہر کرتے ہیں۔ آپ گھر کے اندر کے فرد ہیں تو گھر کی باتیں اندر رکھیں۔ ہم میں خوبیاں بھی ہوتی ہیں اور خامیاں بھی ہوتی ہیں ہم ہر ایک کو غَلَط سمجھ رہے ہوتے ہیں۔ ہر ایک کو غلط نہ سمجھیں کیونکہ ہر ایک غَلَط نہیں ہوتا، **مختلف** ہوتا ہے۔ ضروری نہیں ہے کہ ہر آدمی غلط ہو اور یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ وہ غلط نہ ہو لیکن لوگوں کے مختلف ہونے کو سمجھئے اِن شآءَ اللہ آپ کو لوگوں کے ساتھ رہنے میں یہ بات مددگار ثابت ہو جائے گی۔ ایک دوسرے کو چھوٹی چھوٹی باتوں پر ٹوکنا بھی بند کر دیں۔ چاہے میاں بیوی الگ رہ رہے ہیں، یا آپ جوائنٹ فیملی کے ساتھ رہ رہے ہیں بعضوں کی بلاوجہ ٹوکنے کی عادت ہوتی ہے یہ چھیڑنا برائے چھیڑنا ہو گیا، دل و دماغ بڑا رکھیں، ایک دوسرے کے حُقوق کو پڑھیں۔ ہمارے دینِ اسلام کی یہ خوبصورتی ہے کہ اس نے ہر طرح کے حُقوق کو الگ الگ واضح کیا ہے۔ باپ کے حقوق الگ بیان کیے ہیں تو ماں کے حقوق الگ، بہن، بھائی، شوہر، بیوی، بیٹا، بیٹی، یہاں تک کہ ماں کی بہن خالہ کے حقوق بھی الگ بیان کر دیئے۔ سب کے حقوق الگ الگ بیان کئے، ان حقوق کو پڑھنا بہت ضروری ہے کیونکہ یہ ہماری لائن ہے جس کے اندر ہمیں رہنا ہے۔ حقوق کو ادا کریں۔ اگر آپ کی غلطی ہے تو جلد مان لیں، اس سے عزت میں اضافہ ہوتا ہے۔ زندگی کو آسان بنا دیں تعلّقات کو بہتر بنا دیں اگر ان پر آپ عمل کریں گے تو ان شآءَ اللہ آپ بہت ساری پریشانیوں سے نکل جائیں گے۔ لوگوں کو اہمیت دیں، حسد سے کچھ نہیں ملے گا سوائے آگ میں جلنے کے اور کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ ایسے کاموں سے خود کو بچائیں جس میں نہ دنیا کا فائدہ ہو نہ آخرت کا، انسان کے حسنِ اسلام میں یہ بھی ہے کہ وہ **"لایعنی"** کاموں کو چھوڑ دے، اس کو سامنے رکھ کر زندگی گزاریں آپ کی زندگی لوگوں کے لئے رول ماڈل بنے گی۔ ایسی گنجائش ہی نہ رکھیں کہ کوئی فضول چیز اندر داخل ہو سکے۔ لوگوں کی نفسیات کے مُطابق بات کریں لوگوں کے مزاج اور انداز کو سمجھتے ہوئے کام کریں، بُرائی کا بدلہ بھلائی سے دینے کی عادت بنائیں درگزر کو اپنی عادت بنائیں۔ جس طرح مکان بناتے وقت کوئی سُوراخ یا دراڑیں نہیں چھوڑی جاتیں کہ جس سے لوگ مکانوں میں جھانکیں اسی طرح اہلِ علم اور عقلمند لوگ اپنے کردار میں ایسی گنجائش نہیں رکھتے کہ جس سے اُن کے کردار میں لوگ شکوک و شبہات میں مبتلا ہوں۔ آزمائش شرط ہے۔ اپنے کردار کو خوبصورت بنانے کے لئے ہر ہفتے مدنی مذاکرہ دیکھئے اور سنتوں بھرے اجتماع میں شرکت کیجئے اِن شآءَ اللہ الکریم اس کی برکتیں خوب ظاہر ہوں گی۔

---

(1) ترمذی، 5/475، حدیث: 3921 (2) مشکاۃ المصابیح، 2/8، حدیث: 3696 (3) شعب الایمان، 6/183، حدیث: 7856 (4) کنز العمال، 2/71، حصہ 3، حدیث: 6006

بُری عادتیں (قسط 9)

بنتِ افضل عطاریہ مدنیہ
معلمہ جامعۃ المدینہ گرلز بہاولپور

دینی تعلیم کو ادھورا چھوڑ جانے کی وجوہات ذکر کئے جانے کا سلسلہ جاری ہے، ذیل میں بیان کردہ بُری عادت بھی ایسی ہی ہے جو علمِ دین کی برکتوں کے حصول میں رکاوٹ کا باعث ہے۔

تادیبی کاروائی

اسلام کی بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ اعتدال پسندی اور عفو و درگزر کا حکم دیتا ہے تو شر انگیزی پر کچھ سزائیں اور حدود بھی بیان فرماتا ہے جن کا مقصد افراد کی اصلاح اور معاشرے سے بد عنوانی، ظلم و ستم اور جرائم کا خاتمہ کرنا ہوتا ہے۔ جیسا کہ بچوں کی تعلیم و تربیت کے حوالے سے ایک روایت میں یہ اصول بیان ہوا ہے کہ بچے جب دس سال کے ہو جائیں تو نماز کے معاملے میں ان پر سختی کی جائے۔[1] چنانچہ،

دینی اداروں میں بھی اسٹوڈنٹس کی تعمیر و ترقی کے لئے کچھ اصول و ضوابط مقرر کئے جاتے ہیں جن کی پابندی کرنا تمام اسٹوڈنٹس کے لئے بہت ضروری ہوتا ہے اور خلاف ورزی کرنے پر ٹیچرز یا انتظامیہ کو مجبوراً ایسے اسٹوڈنٹس کے خلاف تادیبی کاروائی کرنی پڑتی ہے۔

جن معاملات کی بنا پر اسٹوڈنٹس کے خلاف تادیبی کاروائی کی جاسکتی ہے ان میں سے چند کا ذکر یہاں کیا جاتا ہے۔

تادیبی کاروائی کا سبب بننے والی چیزیں بعض اسٹوڈنٹس کا پڑھائی میں بالکل سنجیدہ نہ ہونا، ٹیسٹ کے دن بلاوجہ غیر حاضر رہنا، بغیر شدید مجبوری کے کثرت سے چھٹیاں کرنا، امتحانات میں نقل کرنا یا کروانا، ادارے کے نظم و نسق اور اصول و ضوابط کی پروانہ کرنا، بلکہ اپنی من مانیاں کرنا، کلاس فیلوز کی چیزیں چُرا لینا یا ان کی چیزیں بغیر اجازت استعمال میں لانا، کلاس روم میں شور شرابا کرنا، لڑائی جھگڑا کرنا، کلاس فیلوز کے ساتھ بد زبانی کرنا، دوسروں کی کتابیں، قلم اور جوتیاں چھپا دینا، ادارے کی چیزوں کی حفاظت نہ کرنا، دیواروں یا ڈیسک وغیرہ پر کچھ لکھنا یا رنگ کھرچنا، صفائی ستھرائی کے معاملات کا لحاظ نہ رکھنا، ٹیچرز کی غیر موجودگی میں وائٹ بورڈ یا بلیک بورڈ پہ کچھ لکھ دینا یا تصاویر بنا دینا، دروازوں یا کھڑکیوں کے ہینڈل توڑ دینا، پنکھے اور لائٹس بلا حاجت چلائے رکھنا، کلاس روم میں ڈیسک و ڈائس غفلت و کوتاہی سے استعمال کرنا وغیرہ۔

یہ ایسے کام ہیں جن کے سبب ادارہ عموماً ایسے اسٹوڈنٹس کے خلاف تادیبی کاروائی کرتا ہے۔ اگر ان عادات میں ملوث اسٹوڈنٹس کے لئے تادیبی اقدامات نہ کیے جائیں اور ہر ایک کو اپنی من مانی کرنے کی کھلی چھوٹ دے دی جائے تو ظاہر ہے کہ بسا اوقات تعلیمی ادارے، کلاس رومز اور دیگر اسٹوڈنٹس بھی ان کے منفی اثرات سے محفوظ نہیں رہ پاتے، ان کی وجہ سے ادارے کا ماحول خراب ہوتا ہے جبکہ ادارے کی بد نامی الگ ہوتی ہے۔

تادیبی کاروائی کی صورتیں ایسے اسٹوڈنٹس کے خلاف مسئلے کی نوعیت کے مطابق تادیبی کاروائی کی مختلف صورتیں ہو سکتی ہیں، مثلاً ان کو نوٹس یا تفہیم نامہ تھمانا یا ان کے والدین کو نوٹس بھجوانا یا ادارے میں بلا کر انہیں ان کی تعلیمی اور اخلاقی کمزوری کی اطلاع دینا، ڈانٹ ڈپٹ کرنا، کلاس روم میں کھڑا کر دینا، کلاس روم سے باہر نکال دینا، ہوم ورک میں معمول سے زیادہ اضافہ کر دینا، امتحانات میں نقل کا ثبوت ملنے پر پیپر کچھ دیر کے لئے ضبط کر لینا یا منسوخ کر دینا، معذرت نامہ لکھوانا یا

ادارے سے نام خارج کر دینا وغیرہ۔

تادیبی کاروائی کے بعد اسٹوڈنٹس کا رویہ ادارہ جب اس طرح کی کوئی بھی تادیبی کاروائی کرتا ہے تو عام طور نادان اسٹوڈنٹس اس کو اپنی انا کا مسئلہ بنالیتے ہیں، اس سزا کو اپنی توہین سمجھنے لگتے ہیں، ٹیچرز اور انتظامیہ سے بدظن ہو جاتے اور منفی رویہ اختیار کر لیتے ہیں، ٹیچرز کے ادب و احترام اور مقام و مرتبے کو بھول کر بدتمیزی پر اتر آتے اور بدزبانی کرتے ہیں۔

نیز ادارے کے دیگر اسٹوڈنٹس کا ذہن بھی خراب کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ میرے ساتھ ناانصافی ہوئی ہے، مجھے کلاس روم سے بلاوجہ بے دخل کر دیا گیا ہے، مجھے خواہ مخواہ کمرۂ امتحان سے باہر کیا ہوا ہے، ان سے اپنا گھر نہیں سنبھلتا تو ادارہ کیا خاک سنبھالیں گے! یہ لوگ دین کا نام استعمال کر کے دین کو بدنام کر رہے ہیں، پتا نہیں! ان نااہلوں کو کس نے نظامت یا تدریس کا منصب دے دیا! وغیرہ۔

یاد رکھئے! ٹیچرز کبھی بھی اپنے اسٹوڈنٹس سے نفرت کرتے ہیں نہ بغض و کینہ رکھتے ہیں، بلکہ ہمیشہ ان کی ترقی و بھلائی کے خواہش مند ہوتے ہیں، ان کی ڈانٹ ڈپٹ اور سزا کا مقصد بھی اصلاح کرنا ہی ہوتا ہے اور وہ سزا بھی ان کی بہتری کے لئے ہی دیتے ہیں۔ مشہور محاورہ بھی ہے کہ اگر ناک پر مکھی بیٹھ جائے تو مکھی اُڑائی جاتی ہے ناک نہیں کاٹی جاتی۔ لہٰذا ایسے حالات میں اسٹوڈنٹس کو چاہئے کہ توجہ دلانے پہ اپنی غلطی کا اعتراف کر لیں، ٹیچرز اور انتظامیہ کی غیبتیں کرنے کے بجائے ہاتھ جوڑ کر لجاجت کے ساتھ معذرت کر لیں، آئندہ کے لئے بری عادتیں چھوڑنے کا پکا ارادہ کر لیں اور ٹیچرز کی تادیبی کاروائی سے بدظن ہو کر اپنے دینی تعلیمی اور علمی ماحول کو چھوڑنے کی راہ ہرگز نہ اپنائیں، اس کے علاوہ بری عادتوں کو چھوڑ کر ادارے کے نظم و ضبط اور اصولوں کی پابندی کی کوشش کریں، کلاس روم کے آداب کا لحاظ رکھیں، ٹیچرز کی اطاعت و فرمانبرداری کو لازم کر لیں، کلاس فیلوز کی عزتِ نفس کا خیال رکھیں۔ نیز اگر ان کے ساتھ کبھی کوئی ناگوار معاملہ پیش آجائے تو صبر و تحمل اور عفو و در گزر سے کام لینے کی کوشش کریں کہ یہی وہ سوچ ہے جو ہمارے امیرِ اہلِ سنت دامت برکاتہم العالیہ اپنے مدنی مذاکروں اور اپنی تحریروں کے ذریعے ہم تک پہنچاتے رہتے ہیں۔ چنانچہ

اسٹوڈنٹس اور نیک اعمال کا رسالہ امیرِ اہلِ سنت دامت برکاتہم العالیہ نے دینی طلبہ و طالبات کو بری عادات سے دور رکھنے اور ان کی عملی، تعلیمی اور اخلاقی ترقی کو پروان چڑھانے کے لئے نیک اعمال کے رسالے کا زبردست تحفہ عطا فرمایا ہے۔ دینی طلبہ کو عطا کردہ 92 نیک اعمال کے رسالے میں شامل نیک عمل نمبر 29 میں ہے: کیا آج آپ نے استاد یا منتظمین کی کوئی بات ناگوار گزرنے پر صبر کیا یا معاذَ اللہ دوسروں پر اس کا اظہار کرنے کی نادانی کر بیٹھے؟ (مدرسے کے انتظامات کی کمزوریوں کا بیان بلا مصلحتِ شرعی انتظامیہ کے علاوہ کسی اور کے آگے کرنا بہت بری بات ہے)۔ جبکہ دینی طالبات کو عطا کردہ 83 نیک اعمال کے رسالے میں شامل نیک عمل نمبر 28 میں ہے کہ کیا آج آپ نے استانی صاحبہ یا ناظمہ وغیرہ کی کوئی بات ناگوار گزرنے پر صبر کیا، یا معاذَ اللہ دوسروں پر اظہار کرنے کی نادانی کر بیٹھیں؟ (اپنے تعلیمی ادارے کی کمزوری کا بیان بلا مصلحتِ شرعی انتظامیہ کے علاوہ کسی اور کے آگے کرنا بہت بری بات ہے)

اگر دینی طلبہ و طالبات نیک اعمال کے رسالے کے مطابق اپنے معمولاتِ زندگی کو ڈھال لیں گے تو علم و عمل اور اخلاق و کردار میں خوب ترقی ملے گی۔ کیونکہ یہ چیزیں استقامت کا سبب بنتی ہیں۔ جبکہ بسا اوقات بری عادتوں کی وجہ سے حصولِ علم کے سلسلے کو جاری رکھنا بہت دشوار ہو جاتا ہے۔ اللہ کریم علمِ دین کی راہ میں رکاوٹ بننے والی تمام بری عادتوں سے دینی طلبہ و طالبات کی حفاظت فرمائے۔

اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

[1] ابوداود، 1/208، حدیث: 495

دَارُالْاِفْتَاء اَھْلِسُنّت

مفتی ابو محمد علی اصغر عطاری مدنی*

دارُالافتاء اہلِ سنّت (دعوتِ اسلامی) مسلمانوں کی شرعی راہنمائی میں مصروفِ عمل ہے، تحریری، زبانی، فون اور دیگر ذرائع سے ملک و بیرونِ ملک سے ہزار ہا مسلمان شرعی مسائل دریافت کرتے ہیں، جن میں سے تین منتخب فتاویٰ ذیل میں درج کئے جارہے ہیں۔

1 کیا حجِ تمتع کرنے والا حج کا احرام باندھنے کے لئے آٹھ ذوالحجہ کا انتظار کرے گا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں پاکستان سے حج تمتع کرنے آیا ہوں، عمرہ کرکے احرام کھول دیا ہے اور ابھی مکہ ہی میں مقیم ہوں، معلوم یہ کرنا ہے کہ حج کا احرام باندھنے کے لئے آٹھ ذوالحجہ تک انتظار کرنا ہوگا یا اس سے پہلے بھی حج کا احرام باندھ سکتا ہوں؟

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

حجِ تمتع کرنے والا عمرہ ادا کرنے کے بعد احرام کھول کر مکہ ہی میں موجود ہو، تو اس کے لئے حج کا احرام حدودِ حرم ہی سے باندھنا ضروری ہے اور حج کا احرام آٹھ ذوالحجہ ہی کو باندھنا ضروری نہیں بلکہ اس سے پہلے بھی باندھا جا سکتا ہے بلکہ جس شخص کو اطمینان ہو کہ وہ احرام کی پابندیاں نبھا لے گا، تو اب اس کے لئے آٹھ ذوالحجہ سے پہلے احرام باندھنا کئی اعتبار سے افضل ہے۔

اولاً: حدیثِ پاک میں فرمایا: جس کا ارادہ حج کا ہو، تو اس میں جلدی کرے اور حدیث میں تعجیل کا حکم دینا کم سے کم استحباب پر محمول ہوگا۔

ثانیاً: آٹھ ذوالحجہ سے پہلے احرام باندھنا بدن پر زیادہ شاق ہے کہ احرام باندھنے کے بعد ممنوعاتِ احرام سے خود کو بچانے کی خوب سعی و کوشش کی جاتی ہے اور اس میں یقیناً مشقت ہے اور حدیث میں فرمایا افضل عمل وہی ہے جس میں مشقت زیادہ ہو۔

ثالثاً: حج اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے اور آٹھ تاریخ سے پہلے احرام باندھ لینے کی صورت میں عبادت کی طرف جلدی اور عبادت میں رغبت کا اظہار ہے۔

رابعاً: احرام خود ایک عبادت ہے اور آٹھ ذوالحجہ سے پہلے احرام باندھنے کی صورت میں جتنے دن پہلے احرام باندھا جائے اتنے ہی دن ایام عبادت میں گزریں گے۔

سننِ ابی داؤد میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرمایا: اللہ کے رسول صلَّی اللہ علیہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ”من أراد الحج فليتعجل“ یعنی جس کا ارادہ حج کا ہو، تو وہ اس میں جلدی کرے۔ (ابو داؤد، ص226، حدیث: 1332- الجوهرة النيرة، 1/396- البنایہ شرح الھدایہ، 4/212- فتاوی رضویہ، 10/743، 744)

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم

2 نبیِ پاک صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم نے احرام کس میقات سے باندھا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ نبیِ پاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم نے جو عمرے یا حج فرمایا تھا، تو کس

* محققِ اہلِ سنّت، دارالافتاء اہلِ سنّت نور العرفان، کھارادر کراچی

میقات سے احرام باندھا تھا؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم نے ہجرت کے بعد ایک حج اور چار عمروں کا احرام باندھا۔ تین عمروں کے احرام کی نیت تو علیحدہ سے کی تھی، اور حج کے موقع پر چونکہ حج قران کرتے ہوئے حج و عمرہ دونوں کا احرام باندھا تھا، تو یوں کل ایک حج اور چار عمروں کے احرام کی نیت فرمائی۔

البتہ جن تین مواقع پر حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے صرف عمرے کے احرام کی نیت فرمائی ان میں سے ایک موقع ایسا تھا جس میں حضور اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے عمرے کا احرام تو باندھ لیا تھا، لیکن کفارِ مکہ کے روکنے کی وجہ سے صلح حدیبیہ والا معاہدہ طے پایا، اور اس کے بعد آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے عمرہ ادا کیے بغیر احرام کھول دیا۔ اور معاہدے کے موافق آئندہ سال اس عمرے کی قضا فرمائی۔ حدیبیہ والے سال اگرچہ عمرہ ادا نہیں ہوا لیکن چونکہ حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم عمرے کی نیت فرما چکے تھے اور نیت پر ثواب حاصل ہو جاتا ہے، لہٰذا اس اعتبار سے اسے بھی ایک عمرہ شمار کر کے، احادیث و اقوال صحابہ میں حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے عمروں کی تعداد چار بیان کی گئی ہے۔ یعنی چار عمروں میں سے یہ عمرہ، حکمی عمرہ ہے، باقی تین عمرے حقیقی عمرے ہیں۔

حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے حج اور حج والے عمرے سمیت تین عمروں کے احرام کی نیت مدینہ شریف کی میقات یعنی ذوالحلیفہ سے کی، جبکہ ایک عمرہ کے احرام کی نیت جعرانہ کے مقام سے فرمائی۔ (بخاری، 2/597- بخاری، 1/208)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم

3 قربانی واجب ہونے کے باوجود نہ کی تو اب کس طرح کی بکری صدقہ کرنا ہوگی؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کسی پر قربانی لازم تھی اور اس نے نہ کی یہاں تک کہ قربانی کے ایام گزر گئے تو اب بعض فتاویٰ میں یہ لکھا ہوتا ہے کہ ”ایک متوسط بکری کی قیمت صدقہ کریں گے“ جبکہ بعض میں یہ ہوتا کہ ہے ایک بکری کی قیمت صدقہ کریں گے تو سوال یہ ہے کہ کیا متوسط بکری کی قیمت ادا کرنے سے ہی واجب ادا ہوگا یا کوئی سی بھی ایسی بکری جو قربانی کے لائق ہو، اس کی قیمت ادا کر دیں اگرچہ وہ متوسط سے کم درجے کی ہو تو واجب ادا ہوگا یا نہیں؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جس پر قربانی کرنا لازم تھا اور قربانی نہیں کی تو اب اس پر بکری کی قیمت کا صدقہ کرنا لازم ہے کس طرح کی بکری کی قیمت صدقہ کرنا لازم ہے؟ اس بارے میں فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ چاہے تو ایسی بکری کی قیمت صدقہ کرے جو قربانی کے لائق ہو اور چاہے تو متوسط درجے کی بکری کی قیمت صدقہ کرے۔

اس سے ظاہر ہے کہ واجب دونوں سے ہی ادا ہو جائے گا، متوسط درجے کی بکری کی قیمت لازمی نہیں ہے، قربانی کے لائق بکری کی قیمت صدقہ کرنا بھی کفایت کرے گا۔ امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمہ اللہ اور صاحب بہار شریعت صدر الشریعہ علامہ مولانا امجد علی اعظمی رحمہ اللہ نے بھی متوسط کی قید کے بغیر ہی اس مسئلے کو ذکر فرمایا ہے۔

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اوسط بکری کی قیمت زیادہ ہوگی کفایت والی بکری سے، لہٰذا اوسط کو اختیار کرنا زیادہ اچھا ہے۔ بلکہ اوسط سے بڑھ کر کوئی مزید اچھی بکری کی قیمت صدقہ کرے تو مزید بہتر ہے کہ اللہ کی رضا کے لئے صدقہ میں بہتر سے بہتر چیز کا انتخاب عمدہ نیکی ہے۔

(ردالمحتار، 9/533- منحۃ الخالق، 4/126- فتاویٰ رضویہ، 20/361- بہار شریعت، 3/338)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم

اسلامی بہنوں کے شرعی مسائل

مفتی ابو محمد علی اصغر عطّاری مَدَنی*

1 مخصوص ایام اور وتر کی قضا کا ایک مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت عشا کے فرائض اور سنتیں پڑھ کر سو جاتی ہے اور صبح فجر کا وقت شروع ہونے سے پہلے پہلے اٹھ کر تہجد کے نوافل اور وتر پڑھا کرتی ہے۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ جب صبح تہجد کے لیے اٹھتی ہے، تو حیض شروع ہو چکا ہوتا ہے۔ اب اس عورت کے لیے کیا حکم ہے کہ حیض ختم ہونے کے بعد وہ وتر کی نماز کی قضا کرے گی یا نہیں۔ اس کے متعلق شرعی حکم کیا ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَایَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

اگر عورت نماز کے اول وقت میں پاک ہو اور آخری وقت میں اسے حیض آ جائے تو اس نماز کی قضا عورت پر لازم نہیں ہو گی، لہٰذا پوچھی گئی صورت میں بھی عورت اگرچہ اول وقت میں پاک تھی لیکن وتروں کے آخری وقت میں اسے حیض تھا تو اب وتر کی نماز کی قضا لازم نہیں ہے۔

(الجوہرۃ النیرۃ، 1/91- بہار شریعت، 1/380)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم

2 سفرِ حرمین اور مخصوص ایام

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عورت پاکستان سے عمرہ کرنے گئی، میقات سے اس نے احرام کی نیت کی اور جدہ میں اس کو مخصوص ایام آ گئے، وہ جدہ سے مکہ آ گئی، احرام کی پابندیوں کے ساتھ اپنے ہوٹل میں ٹھہری رہی، دو دن بعد بغیر عمرہ کئے مدینہ چلی گئی، وہاں بھی احرام میں رہی، ابھی وہ دوبارہ مکہ آ رہی ہے، پاک ہو چکی ہے، کیا اب میقات سے گزرتے وقت احرام کی نیت کرنی ہو گی یا پہلے والا احرام ہی کافی ہے، اس میں عمرہ کرنا ہو گا؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَایَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

پوچھی گئی صورت میں عمرہ کی ادائیگی سے پہلے مدینہ طیبہ چلے جانے سے اس عورت کا احرام ختم نہیں ہوا، لہٰذا جب یہ عورت مدینہ طیبہ سے واپس آئے گی، تو میقات سے نیا احرام ہرگز نہیں باندھے گی کہ ابھی پہلا احرام باقی ہے، لہٰذا وہ اسی پہلے احرام میں مکہ آئے گی اور عمرہ ادا کرے گی۔ (بدائع الصنائع، 3/289- عمدۃ السالک فی المناسک، ص525- وقار الفتاوی، 2/449)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم

* محققِ اہلِ سنّت، دار الافتاء اہلِ سنّت نور العرفان، کھارادر کراچی

شادی کے بعد کی دیگر رسومات

بنتِ منصور عطاریہ مدنیہ جوہر ٹاؤن جے بلاک لاہور

گزشتہ سے پیوستہ شادی کی رسموں کا ذکر جاری ہے، چنانچہ اس سلسلے کی آخری قسط پیشِ خدمت ہے:

چوتھی کی رسم شادی کے بعد بعض جگہوں پر ایک رسم چوتھی کے نام سے کی جاتی ہے، جو عموماً شادی کے چوتھے روز ہوتی ہے، اسے چوتھی کھیلنا یا چوتھی کی رسم منانا بھی کہتے ہیں۔ ایک مشہور اردو لغت میں چوتھی کھیلنے یا چوتھی منانے کا مطلب یہ لکھا ہے کہ شادی کے چوتھے روز دلہن کے گھر جا کر دولہا دلہن اور ان کے رشتہ داروں کا ایک دوسرے کو پھولوں کی چھڑیوں سے مارنا اور پھل اور ترکاریاں ایک دوسرے پر مارنا اور آپس میں ہنسی مذاق کرنا۔ ایک مخصوص خطے میں چوتھی کی رسم یوں کی جاتی ہے کہ رخصت کے دوسرے روز دلہن کے میکے سے کم و بیش تیس چالیس افراد دولہے کے گھر آتے ہیں، جہاں ان کی پُر تکلف دعوت ہوتی ہے، کھانے کے بعد میٹھے چاول کے تھال میں اپنی حیثیت سے زیادہ روپیہ رکھتے ہیں، یہ روپیہ بھی دلہن والوں کی طرف سے چندہ کر کے بطور نیوتا دیا جاتا ہے، پھر دلہن کو اپنے ساتھ میکے لے جاتے ہیں۔

پھر چوتھے روز دولہا اور اس کے گھر والے دلہن کے ہاں جاتے اور ساتھ سبز ترکاریاں، آلو بینگن وغیرہ اور کچھ مٹھائی بالخصوص لڈو ضرور لے جاتے ہیں۔ وہاں ان کی مہمان نوازی کی خاطر پتلی کھیر تیار کی ہوتی ہے، ایک ٹوٹی کرسی پر کھیر سے بھرا تھال رکھا جاتا ہے جس کو سفید چادر سے ڈھک دیتے ہیں۔ جب دولہا آتا ہے تو اس کو وہی کرسی پیش کی جاتی ہے جس پر دولہا بے خبر ہو کر بیٹھتا ہے اور بیٹھتے ہی سارے کپڑے کھیر سے خراب ہو جاتے ہیں اور اس پر ہنسی اڑائی جاتی ہے، پھر دلہن والے دولہے والوں کے کپڑے اور منہ خوب اچھی طرح خراب کرنے کی کوشش کرتے ہیں، دولہے والے بچاؤ کرتے ہیں اور اسی میں خوب دل لگی کی جاتی ہے۔ جب اس بیہودہ، رسم کا اختتام ہوتا ہے تو کھانا پیش کیا جاتا ہے۔

اس کے بعد ایک چوکی پر دولہا دلہن کو آمنے سامنے بٹھایا جاتا ہے اور وہ لڈو جو دولہے والے لاتے ہیں وہ دولہا، دلہن کی جانب اور دلہن، دولہے کی جانب پھینکتی ہے، جب سات چکر پورے ہو جاتے ہیں تب سب لوگ آپے سے باہر ہو جاتے ہیں کہ وہ ترکاریاں اور آلو وغیرہ جو دولہے والے لائے، ان کو دو حصوں میں تقسیم کرنے کے بعد ایک دوسرے کو اس سے مارتے ہیں اسی طرح یہ خرافات جاری رہتی ہے۔ پھر دولہے والے دلہن کو ساتھ لے آتے ہیں۔

کنگنا (گانے) کی رسم شادی کے بعد کی ایک رسم کنگنا کھولنا بھی ہے جس میں دلہن دولہے کے ہاتھ پر بندھے ہوئے دھاگوں کی گرہیں کھولتی ہے، اس کو کنگنا کھولنے کی رسم کہا جاتا ہے۔ چنانچہ بعض جگہوں پر جب دلہن سسرال واپس آتی ہے تو یہ رسم ادا کی جاتی ہے، اس کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ دولہے نے پہلے سے ہی کنگنا کی گرہیں سخت کر رکھی ہوتی ہیں، اب دلہن کا کام کسی بھی طرح اس کو کھولنا ہوتا ہے، وہ اس کے لئے سخت محنت میں لگی ہوتی ہے جب بمشکل یہ کھل جاتا ہے تو سب خوشی و مستی میں ایک دوسرے پر پانی پھینکتے ہیں اور اس میں بڑا ماہر وہ مانا جاتا ہے جو کسی شریف آدمی کو دھوکے سے ادھر بلا کر پانی میں بھگو دے اور اس کے خفا ہونے پر موجود لوگ خوشی سے تالیاں بجاتے ہیں۔ اس رسم میں پانی و وقت کے خوب اسراف، مسلمان کو دھوکا دینے اور اس کو تکلیف دے کر اس پر خوش ہونے کے متعلق مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ رسمیں ساری ہندوانی ہیں جس میں عورتوں مردوں کا اختلاط یعنی میل جول ہے، یہ بھی حرام اور کھیر اور ترکاریوں کی بربادی ہے، یہ بھی حرام ہے، مسلمانوں کے کپڑے خراب کر کے ان کو تکلیف پہنچانی یہ بھی حرام، پھر چوتھی میں ایک دوسرے کی مرمت کرنا تکلیف دینا یہ بھی حرام کہ اس میں دل شکنی بھی ہے اور سر شکنی بھی۔[1] لہٰذا ایسی بیکار رسموں کو ختم کرنے ہی میں عافیت ہے۔

سہرا کھولنے کی رسم بعض جگہوں پر قریب کسی سمندر، دریا، تالاب یا غیر آباد کنوئیں میں سہرا ٹھنڈا کیا جاتا ہے، مگر یہ رسم اتنی سادہ نہیں ہوتی بلکہ اس میں بھی کئی خرافات شامل ہوتی ہیں، مثلاً دریا یا سمندر میں ڈالنے کے لئے پہلے سے ہی پکنک پلان بنایا جاتا

ہے، جس میں خاندان کے محرم و نامحرم سب مرد و عورت اکٹھے ہوتے ہیں اور راستے بھر گانا بجانا اور ہلہ گلہ ہوتا ہے۔ پھر کچھ جاہل لوگ دریا کو سلام کر کے اس میں سہرا ٹھنڈا کرتے ہیں اور پھر کچھ لوگ میٹھے چاول پکا کر اس پر خواجہ خضر کی فاتحہ دلاتے ہیں، تب کہیں جاکر یہ رسم مکمل ہوتی ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام کی فاتحہ دلوانے کے حوالے سے مفتی جلال الدین امجدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت خضر علیہ السلام کے نام سے فاتحہ دلوانا جائز و درست ہے (کہ ایصالِ ثواب مُردوں کے ساتھ خاص نہیں زندوں کے لئے بھی ہو سکتا ہے) مگر اس کے لئے عورتوں کو تالاب وغیرہ پر جانا اور کشتی چھوڑنا جہالت اور تَشَبُّہ ہنود (یعنی ہندوؤں سے مشابہت) ہے اس سے بچنا لازم ہے۔ ان کی فاتحہ کے لئے تالاب یا ندی کے کنارے نہ جائیں بلکہ گھر ہی پر فاتحہ دلائیں کہ گھر میں اللہ و رسول کا ذکر ہونا باعثِ برکت و رحمت ہے۔(2)

کھیر پوری جب دلہن پہلی مرتبہ سسرال میں کھانا بناتی ہے تو خاص اہتمام کیا جاتا ہے کہ وہ کسی سوئیٹ ڈش سے کھانا پکانے کا آغاز کرے، اس پر اسے ساس سسر کی طرف سے تحفے میں پیسے بھی دیئے جاتے ہیں اور اس کو اچھا شگون شمار کیا جاتا ہے کہ میٹھا پکائے گی تو سب کے ساتھ میٹھی رہے گی اور خدانخواستہ اگر نمکین پکالے تو لوگ اس کو برا جانتے ہیں کہ اب اس کی کسی سے نہ بنے گی، جبکہ حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ بعض جگہ دلہن سے کھیر اور پوریاں بنوا کر تقسیم کی جاتی ہیں اور اس کو کھیر پوری کی رسم کہا جاتا ہے۔ بعض لوگ اس پر بھی کثیر رقم خرچ کر دیتے ہیں جس کا کوئی فائدہ نہیں، ہاں! اگر اس پر حضور غوثِ پاک اور بزرگانِ دین کی نیاز و ختم دلادی جائے تو بہت اچھا ہے کہ ثواب و برکت ہاتھ آئے گا۔(3)

چالا نامی رسم ایک رسم چالا کے نام سے بھی کی جاتی ہے جس کا مطلب ہے کہ نئی دلہن کا شادی کے بعد سسرال سے چار بار میکے جانا۔(4) اس کو بھی بعض خاندانوں میں بہت اہم سمجھا جاتا ہے، حالانکہ یہ ضروری نہیں اور اگر کی جائے تو بھی کوئی حرج نہیں، بشرطیکہ شوہر کی اجازت سے جائے اور دیگر خرافات نہ ہوں۔

گود بھرائی / Baby shower جب لڑکی حاملہ ہوتی ہے تو اس کے ساتویں یا آٹھویں ماہ یہ تقریب منعقد ہوتی ہے، اس میں لڑکی دلہن کی طرح تیار ہو کر بیٹھ جاتی ہے اور اس پر چادر یا دوپٹے کا پلو پھیلا دیا جاتا ہے جس میں پھل، ڈرائی فروٹس یا رقم وغیرہ ڈالے جاتے ہیں، پھر اس کو خوب دعاؤں سے نوازا جاتا ہے۔ اس کو گود بھرائی کی رسم کہتے ہیں۔ اس میں بے پردگی اور دیگر خرافات وغیرہ نہ ہوں تو یہ ایک اچھی چیز ہے، اس میں حرج نہیں۔

یہ رسم مختلف علاقوں میں مختلف انداز سے کی جاتی ہے، بعض جگہ محفلِ میلاد اور قرآن خوانی و نیاز کا اہتمام کیا جاتا ہے جو نزولِ رحمت و برکت کا سبب ہے۔ مگر آج کل کے دور میں اس کے متعلق ایک نیا ٹرینڈ چل پڑا ہے جو کہ Baby shower کے نام سے موسوم ہے اس میں مختلف قسم کے گیمز وغیرہ کھیلے جاتے ہیں جو اس بنیاد پر ہوتے ہیں کہ پیدا ہونے والا لڑکا ہے یا لڑکی اسے Gender Reveal Games کہتے ہیں۔ بعض کے ہاں باقاعدہ اعلان کیا جاتا ہے کہ لڑکا ہے یا لڑکی۔ چونکہ یہ انگریزوں سے اختیار کیا گیا طریقہ ہے لہٰذا اس میں ان کی خرافات تو لازمی ہوں گی۔ مردوں اور عورتوں کے جھرمٹ میں حاملہ لڑکی نے ایسا گاؤن نما ڈریس پہنا ہوتا ہے جس میں حمل کے سبب بدن کی ہیئت مزید نمایاں ہوتی ہے، ایسی صورت میں بے پردگی سے بچنا کیونکر ممکن ہے؟ اوپر سے گانے بجانے کی ترکیب الامان والحفیظ۔

باقی رہا بچے کی جنس معلوم کرنا تو یاد رکھئے کہ اگر صرف بچے کی جنس معلوم کرنے کے لئے الٹرا ساؤنڈ کروایا جائے تو حرام و گناہ ہے اور اگر علاج کی غرض سے ڈاکٹر کی ہدایت پر الٹرا ساؤنڈ کروایا اسی کے ساتھ ہی جنس معلوم ہوئی تو حرج نہیں۔(5) امیرِ اہلِ سنت دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں: اگر مرض کا علاج مقصود ہے تو اس کی تشخیص (یعنی پہچان) کیلئے بے پردگی ہو رہی ہو تب بھی ماہر طبیب کے کہنے پر عورت کسی مسلمان عورت (اور نہ ملے تو مجبوری کی صورت میں مرد وغیرہ) کے ذریعے الٹرا ساؤنڈ کروا سکتی ہے۔ لیکن بچہ ہے یا بچی اس کی معلومات حاصل کرنے کا تعلق چونکہ علاج سے نہیں اور الٹرا ساؤنڈ میں عورت کے ستر (یعنی ان اعضا مثلاً ناف کے نیچے کے حصے) کی بے پردگی ہوتی ہے لہٰذا یہ کام مرد تو مرد کسی مسلمان عورت سے بھی کروانا حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔(6) الغرض شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے گود بھرائی کی رسم کرنے میں کچھ حرج نہیں۔

---

(1) اسلامی زندگی، ص63 تا 65 (2) فتاویٰ فقیہ ملت، 1 / 292 (3) اسلامی زندگی، ص66 مفہوماً (4) فیروز اللغات، ص538 (5) دار الافتاء اہلسنت غیر مطبوعہ، فتویٰ نمبر: Web-697 (6) زندہ بیٹی کنویں میں پھینک دی، ص14، 15

قناعت

اُمِّ انس عطاریہ
رکن انٹرنیشنل افیئرز ڈیپارٹمنٹ

قناعت کا مطلب تنگی و بدحالی میں شکوہ اور واویلا کرنے کے بجائے صبر و شکر سے کام لینا اور قسمت کے فیصلوں پر راضی رہتے ہوئے کم پر ہی گزارا کرلینا ہے۔[1] امام محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ قناعت کی تعریف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: تنگ دستی اور حاجت سے کم ہونے کے باوجود صبر کیا جائے تو اسے بھی قناعت کہتے ہیں۔[2]

قناعت ایک ایسا ہنر ہے جس کے ذریعے ہم مشکل ترین اور کٹھن حالات بھی خوشی و اطمینان کے ساتھ گزار سکتی ہیں، خواہ مخواہ لاحاصل کی طلب میں خود کو تھکانے سے بہتر ہے کہ جو ہے اسے کافی سمجھا جائے اور اللہ پاک کی طرف سے جو مل جائے اسے خوشی خوشی دل و جان سے قبول کیا جائے۔

قناعت نیک لوگوں کا وصف ہے جو اللہ اپنے فضل سے جسے چاہے عطا فرماتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے: وَاَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰى وَ اَقْنٰىۙ(۴۸) (پ27، النجم:48) ترجمہ: اور یہ کہ وہی ہے جس نے غنی کیا اور قناعت دی۔ یعنی امیروں کو غنا اور فقیروں کو قناعت بخشی یا اپنے محبوبوں کا دل غنی بنایا اور ظاہری قناعت عطا فرمائی بعض امیروں کو غنا کے ساتھ ساتھ قناعت بھی دی ہوس سے بچایا۔[3]

الغرض قناعت ایک بیش بہا دولت ہے جو کہ مسلمانوں کا شیوہ ہونا چاہیے مگر افسوس! آج اس زیورِ قناعت کو ہم سے چھین کر حرص و طمع کا بدنما طوق ہمارے گلے میں ڈال دیا گیا ہے، دنیا کی رنگینیاں ہمیں اپنی طرف کھینچ رہی ہیں، گلیمر کا دور ہے، نت نئے کھانے اور مختلف تراش خراش کے قیمتی ملبوسات کی بھرمار ہے، جیولری اور میک اپ کی لاکھوں اقسام موجود ہیں، ایسے میں قناعت اختیار کرنا اور جو ہے اس پر صبر کرنا خواتین کے لئے ایک مشکل معاملہ ہو گیا ہے۔ اگر 30-40 سال پہلے کا دور دیکھیں تو ان باتوں کا اتنا زیادہ چلن نہیں تھا، گھروں میں سادہ کھانے بنتے، صرف عید پر ہی نئے کپڑے بنائے جاتے، جو سارا سال ہی تقریبات میں پہنے جاتے تھے، جو سونے یا چاندی کا زیور ہوتا وہی سارا سال خواتین پہنے رہتیں، عید پر جو سینڈل چپل خرید لی سال بھر کے لئے فرصت، اب بیچ میں ٹوٹنے پر ہی دوسری خریدی جاتی تھی، خواتین گھروں میں سرمہ پاؤڈر لگا کر تیار ہو جاتیں یہاں تک کہ دلہن کو بھی سر میں خوشبودار تیل لگا کر چوٹی گوند کر سرمہ لگا کر تیار کر دیا جاتا تھا، یوں شادیاں بھی سادہ تھیں اور خرچ بھی بہت کم۔ کپڑے بھی مناسب قیمت کے ہی ہوتے تھے یہاں تک کہ دلہن کے کپڑے بھی گھر پر ہی سی لئے جاتے تھے گوٹا کناری لگا کر سجا دیا جاتا تھا، پھر جیسی جس کی حیثیت ہوتی اسی اعتبار سے جیولری ہوتی تھی۔

اب ٹی وی گھر آگیا، اقدار و روایات میں تبدیلی آئی، عورتوں کی ڈیمانڈ بڑھ گئی اور اب تو نیٹ کی دنیا نے دنیا ہی بدل ڈالی ہے، صبر و قناعت تو جیسے "ماضی کی یادیں" بن کر رہ گئی ہے، حالانکہ یہ اُمّتِ محمدیہ کا خاص وصف اور اس کا شعار ہے، جس کی نشاندہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی اپنے ایک فرمان میں یوں کی کہ احمدِ مجتبیٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے اُمّتی اللہ پاک سے تھوڑے رزق پر راضی رہنے والے ہوں گے اور اللہ بھی ان سے تھوڑے عمل پر راضی ہو گا۔[4]

بلاشبہ قناعت اپنانا اللہ پاک کا محبوب بنا سکتا ہے، جیسا کہ

ایک روایت میں ہے: اللہ پاک ہر پرہیز گار، قناعت پسند اور گمنام بندے کو پسند فرماتا ہے۔[5] لہٰذا ہر عورت کو کوشش کرے تو اس دولت کو پانے میں کامیاب ہو سکتی ہے، اس حوالے سے ان باتوں پر عمل کیا جا سکتا ہے: ☆ قناعت کی فضیلت اور اس کے دینی و دنیوی فوائد پر غور کیجئے کہ قناعت اختیار کرنے سے خرچ میں کمی ہو گی، قرضوں سے جان چھوٹے گی، زندگی پرسکون ہو گی، مردوں پر بھی بوجھ کم ہو گا، نیا گھر، نئی گاڑی، نیا فرنیچر، نئے کپڑے، فلاں انداز کے کپڑے، فلاں اسٹائل کی جیولری وغیرہ کے بارے میں سوچنے میں جو وقت ضائع ہوتا ہے وہ رب کی رضا اور فائدے والے کاموں میں خرچ ہو گا۔ ☆ صحابیات و صالحات اور بزرگ خواتین کی سیرت کا مطالعہ کیجئے جن کے دل لالچ سے خالی تھے، ان کے پاس جب پیسہ آتا تو اپنی اور گھر کی سجاوٹ کا خیال تو دور کی بات ضرورت کی بھی پروا کئے بغیر سارا مال راہِ خدا میں خرچ کر دیتیں۔ ☆ قناعت کی ضد حرص ہے اپنی حرص کا علاج کرنے کی کوشش کیجئے۔ یاد رکھیے! ضرورت و اہمیت اور چیز ہے اور حرص و لالچ اور۔ خود کے پاس نئے عمدہ کپڑے ہونے کے باوجود کسی کو اچھا ڈریس پہنے دیکھ کر اس کی تمنا کرنا، سوشل میڈیا پر نئی پراڈکٹ دیکھ کر خواہ مخواہ اس کی حرص کرنا چھوڑ دیجئے، آرام پائیں گی اور عزت سے رہیں گی اور زندگی بھی آسانی سے گزرے گی۔ کیونکہ **جو قناعت اختیار کرتا ہے وہ زمانے والوں سے آرام پاتا ہے اور تمام لوگوں سے سبقت لے جاتا ہے۔**[6]

قناعت اختیار کرنے اور حرص کا علاج کرنے کے لئے اچھی صحبت بہت اکسیر ہے جو کہ دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول میں ہمیں بآسانی میسر آسکتی ہے، لہٰذا دینی ماحول میں آجایئے اور سنتوں بھرے اجتماعات میں شرکت کو اپنا معمول بنالیجئے، ان شاء اللہ دینی ماحول کا اثر ہو گا اور جتنا رب نے دیا ہے اسی پر راضی رہنے میں خوشی محسوس ہو گی۔ نیز اپنا یہ ذہن بھی بنایئے کہ جو میرے نصیب میں ہے وہ مجھے ضرور ملے گا اور جو نصیب میں نہیں اس میں میرے لئے بہتری ہے اور وہ ہر گز مجھے نہیں ملے گا۔

حضرت امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک شخص نے ایک چڑیا شکار کی، چڑیا نے اس شخص سے کہا: تم میرا کیا کرو گے؟ اس نے کہا: ذبح کر کے کھاؤں گا! چڑیا نے کہا: اللہ کی قسم! مجھ سے تیری خواہش پوری ہو گی نہ تیری بھوک مٹے گی، البتہ! میں تجھے تین باتیں بتا سکتی ہوں جو مجھے کھانے سے بہتر ہیں، پہلی بات تو میں تجھے تیرے ہاتھ میں ہی بتاؤں گی اور دوسری اس وقت بتاؤں گی جب میں درخت پر ہوں گی جبکہ تیسری بات اس وقت بتاؤں گی جب میں پہاڑ پر ہوں گی۔ اس شخص نے کہا: پہلی بات بتاؤ! چڑیا نے کہا: گزری ہوئی بات پر افسوس نہ کرنا۔ اس نے اسے چھوڑ دیا، جب وہ درخت پر چلی گئی تو اس نے کہا: دوسری بات بتاؤ! چڑیا نے کہا: جو کام نہیں ہو سکتا اس کے ہونے کا یقین نہ کرنا پھر وہ اڑ کر پہاڑ پر جا بیٹھی اور کہا: اے بدبخت! اگر تو مجھے ذبح کرتا تو میرے پوٹے میں سے دو موتی نکالتا ہر موتی کا وزن 20 مثقال ہوتا۔ یہ سن کر شکاری نے کفِ افسوس ملتے ہوئے کہا: اب تیسری بات تو بتا! چڑیا نے کہا: پہلی دو باتیں تو بھول چکا ہے میں تجھے تیسری کیسے بتاؤں؟ کیا میں نے تجھے نہیں کہا تھا جو کچھ ہاتھوں سے نکل جائے اس پر افسوس نہ کرنا اور جو کچھ نہیں ہو سکتا اس پر یقین نہ کرنا۔ میں تو گوشت خون اور پروں کا مجموعہ ہوں جو سب ملا کر بھی 20 مثقال کو نہیں پہنچتا تو میرے پوٹے سے 20، 20 مثقال کے دو موتی کیسے نکل سکتے تھے! یہ کہہ کر وہ اڑ گئی۔[7]

بس ہم بھی چڑیا کی ان نصیحتوں پر عمل کریں جو نہیں ملتا اس پر افسوس نہ کریں بلکہ مطمئن رہیں جو موجود ہے اس پر راضی رہیں، ان شاء اللہ دنیا و آخرت دونوں پر سکون رہیں گی۔

❶ التعریفات للجرجانی، ص126 مفہوماً ❷ احیاء العلوم، 4/83 ❸ تفسیر نور العرفان، ص843 ❹ تفسیر خازن، 4/262 ❺ مسلم، ص1212، حدیث: 7432 ❻ رسالہ قشیریہ، ص198 ❼ مکاشفۃ القلوب، ص123، 124

لالچ

(نئی رائٹرز کی حوصلہ افزائی کے لئے یہ دو مضمون 34ویں تحریری مقابلے سے منتخب کرکے ضروری ترمیم و اضافے کے بعد پیش کیے جارہے ہیں۔)

بنتِ محمد شبیر (طالبہ: درجہ خامسہ)
جامعۃ المدینہ فیضانِ ام عطار شفیع کا بھٹہ سیالکوٹ

کسی چیز میں حد درجہ دلچسپی کی وجہ سے نفس کا اس کی جانب راغب ہونا طمع یعنی لالچ کہلاتا ہے۔ لالچ ایک ایسی منفی صفت ہے جو انسان کو ہمیشہ دوسروں کے حقوق پر قبضہ کرنے اور اپنی خواہشات کی بے جا تکمیل کی طرف مائل کرتی ہے۔ یہ صفت انسان کو دوسروں سے دور کرتی اور معاشرتی بگاڑ کا سبب بنتی ہے۔ اسلام نے لالچ کو ایک نقصان دہ رویہ قرار دیا ہے اور قرآن و حدیث میں اس سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے۔

قرآنِ مجید میں مختلف مقامات پر انسان کو لالچ اور حرام طریقوں سے مال جمع کرنے سے روکا گیا ہے۔ اللہ پاک فرماتا ہے: وَ لَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ﳔ (پ16، طٰہٰ: 131) ترجمہ: اور اے سننے والے! ہم نے مخلوق کے مختلف گروہوں کو دنیا کی زندگی کی جو تروتازگی فائدہ اٹھانے کیلئے دی ہے تاکہ ہم انہیں اس بارے میں آزمائیں تو اس کی طرف تو اپنی آنکھیں نہ پھیلا۔ یہ آیت انسان کو اس بات کی نصیحت کرتی ہے کہ وہ دوسروں کی چیزوں پر نظر نہ رکھے بلکہ اللہ پاک کی عطا کردہ نعمتوں پر قناعت کرے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بھی لالچ سے باز رہنے کی بارہا نصیحت فرمائی ہے، جیسا کہ ایک روایت میں ہے: اگر ابنِ آدم کے پاس سونے کی ایک وادی ہو تو چاہے گا کہ اس کے پاس ایک اور وادی ہو اور اس کے منہ کو مٹی کے سوا کوئی چیز نہیں بھر سکتی۔[1] یہ حدیث انسانی فطرت کی کمزوری بیان کرتی ہے کہ دنیاوی دولت کی حرص کبھی ختم نہیں ہوتی اور لالچ انسان کو اللہ کی نعمتوں کا ناشکرا بناتا ہے کہ لالچی انسان جو نعمت میسر ہے اس کو چھوڑ کر جو نہیں ہے اس کیلئے کڑھتا رہتا ہے۔

لالچ کے نقصانات لالچ کے نقصانات نہ صرف فرد بلکہ معاشرے کو بھی متاثر کرتے ہیں۔ چند نقصانات یہ ہیں:

روحانی نقصان لالچ اللہ کی رحمتوں سے دوری کا باعث بنتا ہے۔

ذہنی پریشانی لالچ انسان کو ہمیشہ بے سکون رکھتا ہے کیونکہ لالچی انسان ہمیشہ اپنی خواہشات کو پورا کرنے میں لگا رہتا ہے۔

معاشرتی نقصان لالچی انسان دوسروں کے حقوق چھیننے کی کوشش کرتا ہے اور یوں معاشرتی فساد پیدا ہوتا ہے۔

لالچ ایک ایسی برائی ہے جو انسان کو دنیا و آخرت دونوں میں نقصان پہنچاتی ہے۔ قرآن و سنت کی روشنی میں اس سے بچنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔

لالچ سے بچنے کے طریقے لالچ سے بچنے کے لئے قرآن و سنت کے احکامات پر عمل کے ساتھ ساتھ اللہ کی دی ہوئی نعمتوں پر شکر ادا کیجئے۔ اپنی دولت کا کچھ حصہ اللہ کی راہ میں خرچ کیجئے، کیونکہ لالچ کی وجہ اکثر مال و دولت کی محبت ہوتی ہے، لہٰذا کثرت سے صدقہ و خیرات کرنے کی برکت سے دل مال و دولت کی محبت سے خالی ہوگا اور دل سے لالچ کی بیماری ختم ہوگی۔ دنیاوی زندگی کو عارضی اور آخرت کو حقیقی منزل سمجھئے، کیونکہ جب ہمارا یہ ذہن ہوگا کہ دنیا اور اس میں جو کچھ

ہے وہ سب ختم ہونے والا ہے تو اس کے لئے کڑھنا، دوسروں سے جلنا اور اس کو حاصل کرنے کے لئے اخلاقی حدود سے گر جانا خود ہی برا لگنے لگے گا۔ اللہ پاک سے ہمیشہ اس بیماری سے بچنے کی دعا بھی کرتی رہیے کہ یہ بہت مؤثر ہے۔ اللہ پاک سے دعا ہے کہ ہمیں لالچ جیسی بیماری سے محفوظ رکھے اور اپنی نعمتوں کی شکر گزار بنائے۔

اٰمِین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ والہ وسلم

بنتِ وسیم عطاریہ (طالبہ: درجہ خامسہ)
جامعۃ المدینہ صدر راولپنڈی

حرص اور لالچ؛ یہ دونوں لفظ ایک دوسرے کے مترادف یعنی ہم معنی ہیں اردو میں لفظ لالچ اور عربی میں حرص بولا جاتا ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حرص کہتے کسے ہیں؟ چنانچہ اس حوالے سے مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کسی چیز سے جی نہ بھرنے اور ہمیشہ زیادتی کی خواہش رکھنے کو حرص کہتے ہیں [2] اور حرص رکھنے والے کو حریص کہتے ہیں۔

حرص یا لالچ ایک ایسی چیز ہے کہ جو دودھ پیتے بچے سے لے کر سو سالہ بوڑھے تک امیر ہو یا غریب، مرد ہو یا عورت، حاکم ہو یا محکوم، افسر ہو یا ملازم کوئی بھی اس سے بچ نہیں پاتا۔ کسی کو مال و دولت کی حرص ہوتی ہے تو کسی کو کچھ اور۔ قرآن پاک میں اللہ پاک نے فرمایا: وَ اُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّؕ (پ5، النسآء: 128) ترجمہ: اور دل کو لالچ کے قریب کر دیا گیا ہے۔ تفسیر خازن میں ہے: لالچ دلوں کا لازمی حصہ ہے۔[3]

عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ حرص صرف مال و دولت کی ہی ہوتی ہے جبکہ ایسا نہیں ہے۔ مولانا عبدُ المصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: لالچ اور حرص کا جذبہ خوراک، لباس، مکان، سامان، دولت، عزت، شہرت غرض ہر نعمت میں ہوا کرتا ہے۔[4]

انسان تو ایک طرف لالچ تو ایسی چیز ہے جس سے جانور بھی محفوظ نہیں جیسا کہ ایک کتے کے بارے میں ایک حکایت بھی مشہور ہے کہ ایک کتا نہر میں اپنا ہی عکس دیکھ کر لالچ کی وجہ سے اپنی ایک ہڈی بھی گنوا بیٹھا۔

حرص تین طرح کی ہوتی ہے: (1) حرصِ محمود (یعنی اچھی حرص) جیسے نیکیوں کی حرص۔ (2) حرصِ مذموم (یعنی بری حرص) جیسے گناہوں کی حرص اور (3) حرصِ مباح (جائز) جیسے کھانے کی حرص۔

یاد رہے! حرصِ مباح اچھی نیت سے محمود جبکہ بری نیت سے مذموم بن جاتی ہے۔ بری لالچ کے بہت سے نقصانات ہیں، مثلاً لالچ بری بلا ہے، لالچ انسان کو اندھا کر دیتا ہے، لالچ عقل پر پردہ ڈال دیتا ہے، لالچ کی نحوست کے سبب دل سے خوفِ خدا نکل جاتا ہے، لالچ کی وجہ سے انسان اپنوں کا دشمن بن جاتا ہے، لالچ کے سبب انسان لوگوں کے احسانات کو بھلا دیتا ہے، لالچ انسان کو غیبت، چغلی، دل آزاری اور الزام تراشی پر ابھارتا ہے، لالچ فتنوں کو جگاتا ہے، لالچ اچھے برے کی تمیز بھلا دیتا ہے، لالچ انسان کو ظلم پر ابھارتا ہے، بڑوں کے ادب سے محروم کر دیتا ہے، بھلائی اور خیر خواہی کا جذبہ مٹا دیتا ہے، انسان کو مفاد پرست بنا دیتا ہے، ہمدردی کا جذبہ ختم کر دیتا ہے، دنیا اور آخرت میں بربادی کا سبب بنتا ہے، انسان کو بے سکونی میں مبتلا کرتا ہے، انسان کو اکیلا کر دیتا ہے اور لالچ کا انجام انتہائی بھیانک ہوتا ہے۔

اسی لالچ کا رخ موڑ کر اگر اسے ایک نیا رنگ دیا جائے یعنی اپنی سوچ کو وسیع کر کے ہم نیکیوں کی حریص بن جائیں اور کسی کو نیک کام کرتی دیکھیں تو ہمارے دل میں ایک ہلچل سی مچ جائے کہ مجھے بھی یہ کام کرنا ہے تو ہم اپنے ثواب میں بے انتہا اضافہ کر سکتی ہیں۔ اللہ پاک ہم سب کو حرصِ مذموم سے بچنے اور حرصِ محمود کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ والہ وسلم

---

1 مسلم، ص 404، حدیث: 2417 2 مراٰۃ المناجیح، 7/86 مفہوماً 3 تفسیر خازن، 1/437 4 جنتی زیور، ص 111

63 نیک اعمال

نیک عمل نمبر 30

"فرصت کو مصروفیت سے پہلے غنیمت جانو"، کے تحت ہو سکے تو فارغ بیٹھ کر وقت گزارنے کے بجائے ذکر و درود اور نوافل وغیرہ میں گزاریئے کہ پھر مرنے کے بعد یہ حسرت رہے گی کہ کاش! ایک آدھ بار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ، ایک بار سُبْحٰنَ اللہ یا ایک بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ہی کہنے کا موقع مل جائے، مگر آہ! اس وقت اجازت نہ ملے گی۔ چنانچہ،

اَمیرِ اَہلِ سنّت دامت برکاتہم العالیہ نے خواتین کو 63 نیک اعمال کی صورت میں نیکیاں کرنے کا فارمولہ عطا فرمایا ہے، اس پر ہم سب کو ان کا احسان مند ہونا چاہئے کہ انہوں نے ہمیں پچھتانے کے اوقات سے پہلے نیک بننے کا عظیمُ الشان تحفہ عنایت فرمایا ہے جو ہماری اصلاح کر کے ہمیں جنت کے اعلیٰ مقام تک پہنچا سکتا ہے۔ اگر ہم صحیح معنیٰ میں 63 نیک اعمال کے رسالے کے مطابق عمل کرنے والیاں بن جائیں تو ان شاءَ اللہ نہ صرف ہماری دنیا و آخرت سنور جائے گی بلکہ ہم تہجد گزار بھی بن جائیں گی۔ کیونکہ اس رسالے میں دیگر نیک اعمال کے ساتھ ساتھ نمازِ تہجد اور صلوۃ اللیل جیسی عظیم الشان نفلی نمازوں کی ترغیب بھی دلائی گئی ہے۔ چنانچہ

سوال نمبر 30 میں ہے: کیا آج آپ نے تہجد کی نماز پڑھی؟ یا رات نہ سونے کی صورت میں صلوۃ اللیل ادا کی؟

نفل کے لغوی معنیٰ زائد ہونا ہے اور اصطلاح میں وہ عبادت ہے جو فرائض و واجبات پر زائد ہو۔ اس کے کرنے پر ثواب ملتا ہے اور چھوڑنے پر عذاب نہیں ہوتا۔(1) اور ایک رات میں بعد نمازِ عشا جو نوافل پڑھے جائیں ان کو صلوۃ اللیل کہتے ہیں۔(2) ان نوافل کی ترغیب حدیث پاک میں یوں دلائی گئی ہے: رات میں کچھ نماز ضروری ہے اگرچہ اتنی ہی دیر جتنی دیر میں اونٹنی یا بکری کا دودھ دوہ لیتے ہیں اور عشا کے بعد جو نماز پڑھی جائے وہ صلوۃ اللیل ہے۔(3)

تہجد بھی صلوۃ اللیل کی ایک قسم ہے کہ عشا کے بعد رات میں سو کر اُٹھیں اور نوافل پڑھیں، سونے سے قبل جو کچھ پڑھیں وہ تہجد نہیں۔(4) نمازِ تہجد سید عالَم صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر فرض تھی، جمہور کا یہی قول ہے، البتہ! حضور کی اُمّت کے لئے یہ نماز سنت ہے۔(5) نمازِ تہجُّد کے لئے نیند شرط ہے اگرچہ نیند کا ایک جھونکا ہی ہو۔(6) تہجد کی کم از کم دو رکعتیں ہیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے آٹھ تک ثابت۔(7)

احادیثِ مبارکہ میں تہجد کی نماز کے کئی فضائل موجود ہیں۔ مثلاً ایک روایت میں ہے: آدھی رات میں بندے کا دو رکعتیں نماز پڑھنا دنیا اور اس کی تمام چیزوں سے بہتر ہے۔ اگر میری امت پر دشوار نہ ہوتا تو میں یہ دو رکعتیں ان پر فرض کر دیتا۔(8) اَلحمدُ للہ نمازِ تہجد کی ادائیگی ایسا پیارا عمل ہے کہ جو مغفرت اور بے حساب داخلِ جنت کا ذریعہ ہے۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کو کسی نے بعدِ وفات خواب میں دیکھ کر پوچھا: مَافَعَلَ اللّٰہُ بِکَ؟ یعنی اللہ پاک نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ فرمانے لگے: میری عبادتیں اور ریاضتیں تو کام نہ آئیں، البتہ رات کو اٹھ کر جو دو رکعت تہجُّد پڑھ لیا کرتا تھا

اُسی کے سبب مغفرت ہو گئی۔(9)

ارشادِ باری ہے: تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا٘ وَّ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ(۱۶) فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّاۤ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ(۱۷) (پ21، السجدۃ:16، 17)

ترجمہ: ان کی کروٹیں ان کی خوابگاہوں سے جدا رہتی ہیں اور وہ ڈرتے اور امید کرتے اپنے رب کو پکارتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے خیرات کرتے ہیں تو کسی جان کو معلوم نہیں وہ آنکھوں کی ٹھنڈک جو ان کے لیے ان کے اعمال کے بدلے میں چھپا رکھی ہے۔

یہ آیتِ مبارکہ اگرچہ صحابہ کرام کی شان میں نازل ہوئی مگر حضور صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کی مقدس بیویاں اور صحابیات طیبات رضی اللہُ عنہن نیز اللہ پاک کی مقبول بندیاں بھی نفل نمازوں کا بہت اہتمام کیا کرتی تھیں جیسا کہ اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہُ عنہا کے متعلق مروی ہے کہ آپ روزانہ بلا ناغہ نمازِ تہجد پڑھنے کی پابند تھیں۔(10) حضرت علامہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہِ علیہ مدارج النبوت میں حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہُ عنہ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ رضی اللہُ عنہا کو اس حالت میں بھی دیکھا کہ آپ مسجدِ بیت کے محراب میں ساری رات نماز پڑھتی رہتیں یہاں تک کہ صبح طلوع ہو جاتی۔(11)

ایک روایت میں ہے کہ سیدہ خاتون جنت رضی اللہُ عنہا اور امیر المومنین حضرت علی رضی اللہُ عنہ نے شادی کے پہلے تین دن اور رات اس حالت میں بسر کئے کہ دن کے وقت روزہ رکھتے اور رات عبادت میں گزارتے یہاں تک کہ چوتھے دن حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہو کر عرض کی: اللہ پاک آپ کو سلام بھیجتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ علی اور فاطمہ نے تین دن سے نیند اور بستر کو چھوڑ رکھا ہے، عبادت اور روزوں میں مصروف ہیں۔ ان سے ارشاد فرمائیے کہ اللہ پاک تمہاری وجہ سے مقرب فرشتوں پر فخر فرما رہا ہے اور یہ کہ تم دونوں بروزِ قیامت گناہ گاروں کی شفاعت کرو گے۔(12)

نمازِ تہجد کے طبی فوائد مکتبۃ المدینہ کی کتاب 12 دینی کام صفحہ 476 پر لکھا ہے کہ تہجد کی نماز پڑھنے سے بڑھاپا دیر سے آتا ہے اور چہرہ نورانی ہو جاتا ہے۔(13) مگر نمازِ تہجد اس نیت سے نہ پڑھی جائے کہ چہرہ نورانی ہو جائے بلکہ اللہ پاک کی رضا پانے اور ثواب کمانے کی نیت سے پڑھی جائے، ضمناً چہرے پر نورانیت بھی ان شاء اللہ آہی جائے گی۔(14)

معلوم ہوا کہ صلوۃ اللیل اور تہجد کی نماز افضل عبادت ہے اور اس کے کئی دینی و دنیاوی فضائل و فوائد ہیں۔ لہٰذا ہمیں بھی فرض نمازوں کے ساتھ ساتھ صلوۃ اللیل اور نمازِ تہجد کی عادت اپنانی چاہیے۔ امیر اہلِ سنت دامت برکاتہم العالیہ خود بھی نوافل کی کثرت فرماتے ہیں اور اپنے متعلقین اور مریدین کو بھی اس کی ترغیب دلاتے ہیں، جیسا کہ نیک عمل نمبر 30 کی ترغیب سے ظاہر ہے۔ لہٰذا آپ بھی فرائض و واجبات کے ساتھ ساتھ نوافل و مستحبات کی ادائیگی کا جذبہ پانے کے لئے نیک اعمال کے رسالے کو پُر کرنے کی عادت بنالیجئے اور ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو اپنے علاقے میں ہونے والے اسلامی بہنوں کے ہفتہ وار اجتماع میں شرکت کر کے وہاں کی ذمہ دار کو جمع کروانے کا معمول بنالیجئے کیونکہ اس کا ہر ہر سوال گویا موتیوں کی لڑی ہے اور اس کی عاملہ بن کر ان شاء اللہ ہم نہ صرف اللہ و رسول صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کے قرب کو پانے میں کامیاب ہوں گی بلکہ عشقِ نبی کے جلووں سے بھی ضرور سرفراز ہوں گی۔

---

(1) تلخیص اصول الشاشی، ص107، 108 ملتقطاً (2) بہار شریعت، 2/677، حصہ: 4 (3) معجم کبیر، 1/271، حدیث: 787 (4) رد المحتار، 2/566 (5) تفسیر خزائن العرفان، ص541 (6) جنت میں مردوں کو حوریں ملیں گی تو عورتوں کو کیا ملے گا؟، ص29 (7) بہار شریعت، 2/678، حصہ: 4 (8) کنز العمال، 4/323، الجزء السابع، حدیث: 21401 (9) کیمیائے سعادت، 2/1007، 1008 (10) سیرتِ مصطفیٰ، ص660 (11) مدارج النبوت، 2/461 (12) الروض الفائق، ص278 ملخصاً (13) 12 دینی کام، ص476 (14) چہرہ خوبصورت بنانے کا عمل، ص1، 2

تحریری مقابلہ

نوٹ: ان صفحات میں ماہنامہ خواتین کے 35ویں تحریری مقابلے میں موصول ہونے والے 132 مضامین کی تفصیل یہ ہے:

عنوان	تعداد	عنوان	تعداد	عنوان	تعداد
حضور کی اپنی نواسیوں سے محبت	15	لالچ	87	شوہر کو خوش رکھنے کے طریقے	30

مضمون بھیجنے والیوں کے نام

حضور کی اپنی نواسیوں سے محبت خوشاب جوہر آباد: بنت شہباز، بنت ظہیر حسین شاہ۔ راولپنڈی: صدر: بنت شکیل، بنت مدثر۔ سناواں: کوٹ ادو: بنت مشتاق احمد۔ سیالکوٹ: شفیع کا بھٹہ: بنت اکرم، بنت طارق محمود۔ معراج کے: بنت نور حسین۔ نندپور: بنت محمد صدیق، بنت محمد الیاس، بنت ملک طارق محمود، بنت عبدالستار مدنیہ، بنت محمد انور، ام ہانی۔ فیصل آباد: جھمرہ سٹی: بنت محمد انور۔

لالچ اٹک حضرو: بنت محمد ایوب۔ اِلٰہ آباد: تلونڈی: بنت صدیق۔ چکوال: بنت منیر حسین قاضی۔ حویلی لکھا: بنت محمد یار۔ حیدر آباد: آفندی ٹاؤن: بنت عمران۔ خانیوال: کوہی والا: بنت اللہ نور، بنت لقمان۔ خوشاب: جوہر آباد: بنت عبد الخالق، بنت امیر، بنت غلام محمد، بنت محمد اشرف، ہمشیرہ احمد علی، ہمشیرہ عتیق۔ راولپنڈی: صدر: بنت وسیم۔ سمندری 137 روڈ: بنت محمد اشرف۔ سیالکوٹ: پاکپورہ: بنت سید ابرار حسین۔ تلواڑہ مغلاں: بنت رزاق احمد، بنت جاوید سرور، بنت نصیر احمد، بنت عاصم شہزاد، بنت سائیں ملنگا، خوشبوئے مدینہ، بنت محمد یسین، بنت فیصل، بنت بشارت علی، بنت احمد رضا، بنت محمد رفیق، بنت شاہد، بنت اعجاز، بنت محمد شہزاد، بنت محمد سجاد، بنت بشارت علی، ہمشیرہ محمد عذیر، بنت محمد ارشد۔ شفیع کا بھٹہ: بنت محمد ندیم، ہمشیرہ محمد شہراز حسن، بنت محمد شبیر، بنت فضل الٰہی، بنت عتیق، ہمشیرہ محمد منیب، بنت اورنگزیب، ہمشیرہ محمد حسین، بنت محمد اصغر مغل، بنت محمد سلیم، بنت اشفاق احمد، ہمشیرہ میر حمزہ، بنت ناصر، بنت طاہر، بنت اشرف، بنت محمد احسن، بنت امجد پرویز، بنت امجد فاروق۔ گلبہار: بنت غلام حیدر، بنت محمد شہباز، اُمِّ الہبہ، بنت سجاد حسین۔ مظفر پورہ: بنت ارشد علی خاور، بنت عمران، ہمشیرہ قاسم علی، بنت اعجاز، بنت محمد طارق۔ معراج کے: بنت محمد عارف، بنت محمد شفیق، بنت منور حسین، بنت سلیم، بنت طاہر حسین، بنت محمد ذو الفقار، بنت محمد افضل بھٹی۔ نندپور: ام ہانی، بنت محمد الیاس، بنت ملک طارق محمود، بنت عبد الستار مدنیہ، بنت محمد انور۔ فیصل آباد: جھمرہ سٹی: بنت محمد انور۔ چیاں: بنت ارشد محمود۔ کراچی: فیض مدینہ: بنت محمد طفیل الرحمن ہاشمی، بنت محمد فہیم کھتری۔ فیضان آمنہ: بنت رحمت علی۔ فیضان عائشہ: بنت فاروق۔ دھوراجی: بنت شہزاد احمد۔ گلشن معمار: بنت محمد اکرم۔ گجرات: سراجاً منیراً: بنت ارمان شوکت۔ گجرات: سوک کلاں: ام فاطمہ، بنت شہباز حسین۔ لاہور: تاجپورہ اسکیم: بنت سید ضیاء حسین۔ ملتان: ادارۃ المصطفٰے: بنت یعقوب۔ ملتان: قادر پوراں: بنت محمد اسحاق۔ ہند: بنت نظام الدین۔

شوہر کو خوش رکھنے کے طریقے خوشاب: جوہر آباد: بنت غلام رسول، بنت محمد شبیر، ہمشیرہ عتیق۔ تلواڑہ مغلاں: بنت محمد نعیم، بنت ناصر محمود، بنت عارف حسین، بنت محمد جمیل، بنت مطیع الرحمن، بنت وسیم علی۔ سیالکوٹ: شفیع کا بھٹہ: بنت حافظ اسامہ محمد امین، بنت عرفان، بنت ذوالفقار انور، بنت کاشف، بنت تنویر۔ گلبہار: بنت محمد شہباز، بنت غلام حیدر۔ مظفر پورہ: بنت نعیم۔ معراج کے: بنت نصیر احمد، بنت رضا حسین۔ نندپور: بنت محمد الیاس، بنت ملک طارق محمود، بنت محمد انور، بنت عبد الستار مدنیہ، ام ہانی۔ فیصل آباد: بنت طارق۔ کراچی: فیض مدینہ: بنت عبد الوسیم بیگ۔ گلشن معمار: بنت محمد اکرم۔ گجرات: سوک کلاں: بنت یعقوب۔ میانوالی: بنت فضل الرحمن۔ عرب شریف: بحرین: بنت مقصود۔

شوہر کو خوش رکھنے کے طریقے

بنتِ مقصود عطاریہ (اول پوزیشن)

(درجہ: ثالثہ، فیضان آن لائن اکیڈمی، بحرین (عرب شریف))

اللہ پاک اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعد عورت پر جس ذات کی اطاعت اور فرمانبرداری لازم ہے وہ اس کا شوہر ہے۔ چنانچہ پیارے آقا، مکی مدنی مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ وہ کسی کو سجدہ کرے تو ضرور عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ (1)

اے سعادت مندی اور دائمی خوش بختی تلاش کرنے والی

اسلامی بہنو! یاد رکھئے! عورت کے لئے جنت کا راستہ اللہ پاک اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اطاعت کے بعد شوہر کی اطاعت سے شروع ہوتا ہے۔ ذیل میں شوہر کو خوش رکھنے کے طریقے بیان کئے جا رہے ہیں جن پر عمل کرنے کی صورت میں نہ صرف شوہر کو خوش رکھا جا سکتا ہے بلکہ ثوابِ آخرت کی بھی حق دار بن سکتی ہیں:

1) شوہر کے لئے زیب و زینت کرے: ہر شادی شدہ اسلامی بہن کو چاہئے کہ وہ باطنی زینت کے ساتھ ساتھ ممکن ہو تو مہندی، سرمہ اور زیورات سے ظاہری زینت کا بھی اہتمام کرے۔ یاد رہے! یہ چھوٹی چھوٹی چیزیں میاں بیوی کے تعلّق کو مضبوط بنانے کے لئے بے حد ضروری ہیں کیونکہ حصولِ روزگار کے لئے محنت کے بعد دن بھر کا تھکا ہوا شوہر جب گھر لوٹتا ہے اور گھر میں داخل ہوتے ہی وہ اپنی بیوی کو حسین و جمیل صورت میں دیکھتا ہے تو اپنی بیوی سے محبت اور اس کی طرف رغبت محسوس کرتا ہے۔ نیز عورت کا اپنے شوہر کے لئے زینت اختیار کرنا خود اس کیلئے بھی اجر و ثواب کا باعث ہے۔

2) شوہر کی اطاعت و فرمانبرداری کرے: بیوی کو چاہئے کہ ہر نیک اور جائز کام میں اپنے شوہر کی اطاعت و فرمانبرداری کرے، اس کی ہر جائز طلب پر لَبَّیْک کہہ کر اس کی محبت کی انتہا تک پہنچنے کی کوشش کرے، اپنی اور شوہر کی عزت کی حفاظت کرے، ہمیشہ اپنے شوہر کا احترام کرے اور اس کو خوش رکھنے کی کوشش کرتی رہے کیونکہ شوہر کی خوشی اور اطاعت گزاری میں ہی بیوی کے لئے جنت کی حق داری ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عورت جب پانچوں نمازیں پڑھے، رمضان کے روزے رکھے، اپنی عزت و عِصمت کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے تو اس سے کہا جائے گا کہ جنت کے جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جا۔[2]

3) اچھے اخلاق سے پیش آئے: بیوی کو چاہئے کہ وہ اپنے اچھے اخلاق، ثابت قدمی اور عمدہ عادات و اوصاف کے ذریعے اپنے شوہر کا دل جیت لے اور سسرال میں اپنا وقار قائم کرے، بد اخلاقی اور بد مزاجی سے پرہیز کرے، اپنے شوہر کے لئے سکون کا باعث بنے، اس کی خواہش کا خیال رکھے اور اس کے ساتھ شدید محبت و اُلفت کا اظہار کرے۔

4) شوہر کی آمدنی پر راضی رہے: بیوی کو چاہئے کہ جو کچھ رب نے اس کے شوہر کو دیا ہے اسی پر راضی رہتے ہوئے رب کا شکر ادا کرے۔ اگر شوہر کی آمدنی کم ہے تو اس کو کم آمدنی پر طعنے نہ دے کہ وہ حرام روزی میں پڑ جائے بلکہ اس کا حوصلہ بڑھائے اور اسے حرام سے بچ کر حلال روزی کمانے ہی کی تلقین کرے۔ چنانچہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: پچھلے زمانے میں عورتوں کی یہی عادت تھی کہ مرد گھر سے نکلنے لگتا تو اس کی بیوی یا بیٹی اس سے کہتی: حرام کمائی سے بچتے رہنا، ہم بھوک و تکلیف تو برداشت کر سکتی ہیں لیکن جہنم کی آگ برداشت نہیں کر سکتیں۔[3]

5) شوہر کی راز دار بنے: بیوی اپنے شوہر کی راز دار بن کر رہے، شوہر کی کوئی بات بھی اپنی سہیلیوں وغیرہ کے سامنے بیان نہ کرے، بالخصوص اپنے اور شوہر کے پوشیدہ معاملات تو ہرگز ہرگز نہ بتائے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: روزِ قیامت اللہ پاک کے نزدیک سب سے برا وہ ہو گا جو اپنی بیوی سے یا جو بیوی اپنے شوہر سے حاجت پوری کرے اور اپنے ہم سفر کا راز فاش کر دے۔[4]

6) شوہر کی حوصلہ افزائی کرے: جب شوہر کسی وجہ سے پریشانی کا شکار ہو تو اس کا حوصلہ بڑھائے، اگر وہ غصے میں ہو تو اس کے سامنے ایسی گفتگو کرے جس سے اس کا غُصّہ ٹھنڈا ہو جائے۔ اگر کسی بات پر نصیحت کی ضرورت محسوس کرے تو ایسے انداز میں نصیحت کرے کہ شوہر کو ناگوار نہ گزرے، ہر وقت نصیحت کرنے سے بچے، اگر شوہر مشورہ طلب کرے تو ایسا مشورہ دے جو دینی، اخلاقی اور معاشرتی اعتبار سے درست

اور شوہر کے حق میں مفید ہو۔

7) شوہر کی پسند کو اپنی پسند بنائے: بیوی کو چاہئے کہ شوہر کی پسند کو اپنی پسند بنائے، اس کی طبیعت کو سمجھنے کی کوشش کرے کہ اسے کیا اچھا اور کیا برا لگتا ہے۔ رہن سہن کے معاملے میں ایثار وَ ایثار رکھے کہ شوہر کے دل میں یہ بات بیٹھ جائے کہ میں اپنی بیوی کے نزدیک بہت اچھا ہوں اور وہ میرے ساتھ محتاجی، خوش حالی اور خوشی و غمی ہر حال میں خوش ہے۔ اللہ پاک عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔

شوہر کو خوش رکھنے کے نسخے

(نوٹ: ماہنامہ خواتین کی مستقل رائٹر **محترمہ ام انس عطاریہ** (رکن انٹر نیشنل افیئرز ڈیپارٹمنٹ) کی طرف سے چند ماہ پہلے اس عنوان سے متعلق کچھ مدنی پھول موصول ہوئے تھے، جو اس تحریری مقابلے کے عین مطابق ہیں، لہٰذا افادۂ عام کے لئے انہیں ضروری ترمیم کے بعد پیش کیا جارہا ہے۔)

شوہر کو خوش رکھنے کے چند مدنی پھول پیش خدمت ہیں انہیں اپنے دل کے مدنی گلدستے میں سجا لیجئے، ان شاء اللہ دونوں جہان میں آپ کامیاب رہیں گی:

- شوہر کے لئے بناؤ سنگار کیجئے، آج معاملہ الٹا ہو گیا ہے کہ گھر میں تو شوہر کے لئے بناؤ سنگار نہیں ہوتا مگر گھر سے باہر جانے کے لئے خوب زینت اختیار کی جاتی ہے جس میں معاذ اللہ بے پردگی اور ناجائز فیشن بھی کیا جارہا ہوتا ہے۔ یاد رہے! مخلوق کی رضا میں اگر رب کی ناراضی ہو تو ہلاکت کا باعث ہوگی لہٰذا اگر شوہر بے پردگی یا ناجائز فیشن مثلاً آئی برو بنوانے کا کہے تو ہرگز بات نہ مانی جائے، شوہر کی اطاعت ان باتوں میں کرنی ہے جو شریعت کے خلاف نہ ہوں۔ بعض خواتین شوہر کی ماننے والی بہت سی باتیں نہیں مانتیں اور نفس کے بہکاوے میں آکر ناجائز باتیں مانتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ خدارا! رب کی رضا کو ہر حال میں پیشِ نظر رکھا جائے۔
- شوہر تھکا ہارا گھر آئے تو مسکرا کر استقبال کیجئے اور ہرگز ہرگز بچوں کی شکایت، سودا سلف کی کمی کا شکوہ وغیرہ نہ کیجئے کہ فلاں چیز نہیں لائے، آپ کو یاد ہی نہیں رہا۔ ہاں! بس میرا ہی سامان بھولتے ہیں آپ! یا کوئی سامان لانے پر یہ کہنا کہ پتا نہیں کب ڈھنگ کا سامان لانا آئے گا آپ کو! اس طرح شکوے شکایت کرنے کے بجائے پانی پیش کیجئے، کھانا پیش کیجئے، بچوں کو بھی ان کے ابو کے آنے سے پہلے صاف ستھرا رکھیے اور گھر بھی چمکتا ہو، بچوں کو بھی کہیے کہ اپنے ابو کے آنے سے پہلے اپنے تمام جھگڑے ختم کر دیجئے، آپ کے ابو تھک کر آتے ہیں آپ کو اس طرح دیکھ کر ان کی تھکن میں مزید اضافہ ہوگا۔
- کوئی غم کی خبر ہو تو فوراً نہ سنا دیجئے بلکہ تسلی سے بتائیے۔
- شوہر ایسی کوئی چیز مثلاً سوٹ وغیرہ لے کر آئے جو آپ کے لئے خاص ہو لیکن آپ کو اچھا نہ لگے تو پھر بھی خوشی کا اظہار کیجئے اور شکریہ ادا کیجئے، پھر دیکھئے کہ اس کا اثر کتنا اچھا ہوگا!
- شوہر کی حیثیت سے زیادہ فرمائش نہ کیجئے کہ بیچارا پریشانی میں مبتلا ہو جائے گا۔
- شوہر کے راز کی حفاظت کیجئے، اس کی کوئی ایسی بات میکے میں نہ بتائیے کہ میکے والے آپ کے شوہر کو کمتر جانیں، بلکہ میکے میں شوہر کی اچھی عادتوں کا ہی ذکر کیجئے۔
- شوہر کی پسند کے کھانے بنانے کی کوشش کیجئے کہ کہا جاتا ہے: دل کا راستہ معدے سے گزرتا ہے۔
- ہر وقت تھکن بیماری کمزوری کا رونا نہ روئیے، اپنے آپ کو چست رکھنے کی کوشش کیجئے، روز روز بیماری، تھکن اور کمزوری کا سن کر شوہر بیزار ہو جاتا ہے۔ بیماری تو خود بھی نظر آجاتی ہے، لہٰذا ذکر کرنے سے بچنا ہی بہتر ہے، مگر ہاں! جب ضرورت ہو۔

- اگر شوہر کی طرف سے ڈانٹ پڑے تو اس وقت بالکل خاموشی اختیار کیجئے بلکہ موقع ہو تو مسکرا بھی دیجئے، سامنے ٹھنڈ پڑ جائے گی، ڈانٹ اگرچہ غلط پڑے پھر بھی نہ بولئے، خواہ بعد میں وقتِ مناسب پر بات کر لیجئے۔
- یہ نہ سوچئے کہ میرے منہ میں بھی زبان ہے میں اپنے حق کے لئے ضرور بولوں گی یہ غلط بولتے ہیں تو میں کیوں برداشت کروں! اس طرح بات بنے گی نہیں بگڑ جائے گی، بلکہ اکثر گھر ٹوٹنے کا سبب عورتوں کی زبان درازی بھی ہوتی ہے۔ حیثیت سے بڑھ کر دنیاوی خواہشات طلب کرنا اور زبان درازی کرنا طلاق کی شرح میں اضافے کا سبب بن رہا ہے۔ یہ سوچ اپنا لیجئے کہ خاموش رہوں گی تاکہ مسئلے پیدا نہ ہوں، مسکراؤں گی تاکہ مسئلے ختم ہوں۔
- بے عیب اور آئیڈیل شوہر ملنا قریب بہ ناممکن ہے، لیکن دودھ کی دھلی تو ہم خود بھی نہیں ہیں۔ اس لئے یہ سوچئے کہ اگر شوہر میں کچھ برائیاں ہیں تو اچھائیاں بھی ہوں گی لہٰذا اچھائیوں پر نظر رکھئے اور گندی مکھی نہ بنئے کہ جو پیپ اور زخم ڈھونڈتی ہے۔
- اگر آپ مالدار ہیں اور شوہر نادار تو شوہر کو اپنا مال پیش کیجئے اور اس سلسلے میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا کردار پیشِ نظر رکھئے۔ شوہر پر اپنا مال خرچ کرنا کتنا عظیم کام ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں عرض کی: دو عورتیں دروازے پر کھڑی یہ سوال کر رہی ہیں کہ اگر وہ اپنے شوہر اور زیرِ کفالت یتیموں پر صدقہ کریں تو کیا ان کی طرف سے ادا ہو جائے گا؟ تو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پوچھا: وہ عورتیں کون ہیں؟ عرض کی: انصار کی ایک عورت اور زینب ہیں۔ تو حضور نے ارشاد فرمایا: ان دونوں کے لئے دگنا اجر ہے ایک رشتہ داری کا، دوسرا صدقے کا۔(5)
- شوہر کی درست تنقید پر فوراً توجہ دیجئے اور غلطی فوراً مان کر معافی مانگنے میں دیر نہ کیجئے، بلکہ کبھی کبھار بغیر کسی وجہ کے بھی معافی مانگ لیجئے کہ میں آپ کا مکمل خیال نہیں رکھ پاتی یا کبھی مجھ سے خطا ہو گئی ہو جو مجھے بھی معلوم نہیں تو اللہ کی رضا کے لئے مجھے معاف کر دیجئے۔ اس معافی سے شوہر کے دل میں آپ کے لئے مزید جگہ بنے گی۔
- ان کی تعریف ان کے سامنے کیا کیجئے، مثلاً کبھی نیا لباس پہنیں یا کوئی ایسا کام کیا ہو جو آپ کو پسند آیا ہو تو ضرور اظہار کیجئے، کبھی کہئے کہ آج تو آپ بہت اچھا فریش گوشت لائے ہیں، واہ! زبردست! اتنی اچھی اور تازہ سبزی ہے! آج تو آپ بہت خوبصورت لگ رہے ہیں! واہ! یہ کلر تو آپ پر بہت سوٹ کر رہا ہے! عمامہ شریف پہن کر تو آپ شاندار لگتے ہیں وغیرہ۔ کبھی یوں شوہر کی تعریف کر کے دیکھئے، کیسے آپ کا گھر امن و محبت کا گہوارہ بنتا ہے، کیونکہ جس طرح عورت چاہتی ہے کہ مرد اس کی تعریف کرے اسی طرح مرد کی بھی خواہش ہوتی ہے کہ عورت اس کی تعریف کرے۔ بعض عورتیں تعریف کرنے میں بہت کنجوس ہوتی ہیں، اگر آپ کے اندر یہ کنجوسی ہے تو تکلف اس کو اپنے اندر سے نکالنے کی کوشش کریں۔
- شوہر کے بہن بھائی والدین وغیرہ کی برائی کبھی اس کے سامنے نہ کیجئے اگر سسرال والوں کی طرف سے پہنچنے والی تکلیف پر آپ نے صبر کر لیا تو سسرال والوں کے ساتھ ساتھ شوہر کے دل میں بھی آپ کی عزت بڑھ جائے گی۔
- نیک کاموں، صدقہ و خیرات، علمِ دین کے حلقوں، باجماعت نماز وغیرہ کی ترغیب حکمتِ عملی کے ساتھ دلاتی رہئے۔
- اگر کوئی جائز بات منوانی ہو تو پہلے جائز تعریف کریں پھر بات کریں ٹھنڈے اور میٹھے لہجے کو اپنائیں۔

---

(1) ترمذی، 2/386، حدیث:1162 (2) مسند امام احمد، 2/162، حدیث:929 (3) احیاء العلوم مترجم، 2/219 (4) مسلم، ص579، حدیث:3543 (5) مسلم، ص389، حدیث:2318

تاثرات وسفارشات

ام غزالی عطاریہ مدنیہ
شعبہ ذمہ دار ماہنامہ خواتین

ماہنامہ خواتین (ویب ایڈیشن) کے متعلق موصول تاثرات وتجاویز میں سے چند تاثرات وتجاویز ضروری ترمیم واضافے کے بعد پیشِ خدمت ہیں۔

بنتِ کریم عطاریہ مدنیہ
(شعبہ ٹیچر ٹریننگ ڈیپارٹمنٹ مجلس جامعۃ المدینہ گرلز)

السلام علیکم ورحمۃُ اللہ وبرکاتہ! ماہنامہ خواتین (ویب ایڈیشن) خواتین میں علمِ دین کی روح پیدا کرنے اور بالخصوص دورِ حاضر کے جدید مسائل سے آگاہ کرنے اور نئے دور کے فتنوں سے بچانے میں بہت اہم کردار ادا کر رہا ہے۔

مشورہ: کیا ہی اچھا ہو کہ یہ ماہنامہ کتابی شکل میں بھی ہر ماہ شائع ہوا کرے، اس سے نہ صرف اس کے فوائد میں اضافہ ہو گا بلکہ اسے پڑھنے والیوں کی تعداد میں بھی اضافہ ہو گا۔ کیونکہ موجودہ دور اگرچہ ڈیجیٹل دور ہے لیکن پھر بھی کتابوں کی اہمیت کبھی کم نہیں ہو سکتی۔

بنتِ شہزاد احمد مدنیہ
(تخصص فی الفقہ سال دوم، جامعۃ المدینہ گرلز دھوراجی کالونی کراچی)

ماہنامہ خواتین ایک بہترین اور بہت ہی فائدہ مند شمارہ ہے۔ اس میں خواتین کے لئے اصلاحی، معاشرتی، اخلاقی اور شرعی ہر اعتبار سے تربیت کے مدنی پھول موجود ہوتے ہیں جو آج کے دور میں خواتین کے لئے بہت ہی زیادہ ضروری ہیں۔

مشورہ: اگر ماہنامہ فیضانِ مدینہ کی طرح ماہنامہ خواتین بھی کتابی صورت میں شائع ہو جائے تو ان شاء اللہ یہ بہت مفید رہے گا، کیونکہ خواتین کی ایک تعداد شدت سے اس بات کی منتظر ہے کہ یہ ماہنامے جلد از جلد کتابی شکل میں بھی چھپ کر دستیاب ہوں تاکہ وہ بھی اس سے بھرپور فائدہ اٹھا سکیں۔

بنتِ محمد اکرم (ایم اے اردو بے نظیر یونیورسٹی گلشنِ معمار کراچی)

میں چاہتی ہوں کہ ماہنامہ خواتین (ویب ایڈیشن) کتابی شکل میں بھی دستیاب ہو۔ ایک بار مدنی چینل پہ مولانا مہروز عطاری مدنی نے فرمایا تھا کہ ماہنامہ خواتین کو کتابی شکل میں شائع کرنے کے لئے کام جاری ہے۔ بس اسی دن سے مجھے ماہنامہ خواتین چھپنے کا انتظار ہے۔ ماہنامہ خواتین میں اُمورِ خانہ داری سے متعلق بھی موضوعات ہونے چاہئیں۔ جس طرح امیرِ اہلِ سنت دامت برکاتہم العالیہ اور دیگر مبلغین و مبلغات ماہنامہ فیضانِ مدینہ خریدنے اور پڑھنے کی ترغیب دلاتے ہیں اگر اسی طرح ماہنامہ خواتین کے بارے میں بھی ترغیب دلائیں اور حوصلہ افزائی فرمائیں تو ان شاء اللہ مدینہ مدینہ ہو جائے گا۔

بنتِ طفیل الرحمٰن (جامعۃ المدینہ گرلز فیضِ مدینہ، نارتھ کراچی)

ماہنامہ خواتین بہت ہی خوبصورت شمارہ ہے جو خواتین کو بہترین زندگی گزارنے کے راہ نما اصول فراہم کرتا ہے، خاص کر اس میں موجود **ازواجِ انبیا** اور **اخلاقیات** تو بہت ہی بہترین سلسلے ہیں۔

مشورہ: اس ویب سیریز کو کتابی شکل میں بھی ضرور چھپنا چاہئے تاکہ جو گھریلو خواتین موبائل استعمال نہیں کرتیں یا موبائل سے نہیں پڑھ سکتیں وہ بھی اس کو پڑھ کر علمِ دین سے بھرپور فائدہ اٹھا سکیں۔ جَزَاکَ اللہُ خیراً کثیراً

اس ماہنامے میں آپ کو کیا اچھا لگا! کیا مزید اچھا چاہتی ہیں! اپنے تاثرات (Feedback)، مشورے اور تجاویز اس ای میل ایڈریس mahnamahkhawateen@dawateislami.net پر یا واٹس ایپ نمبر 03486422931 پر تحریراً بھیج دیجئے۔

اسلامی بہنوں کے دینی کاموں کا اجمالی جائزہ

مارچ 2025 / رمضان المبارک 1446ھ کے دینی کاموں کی کارکردگی

دینی کام		نیشنل	انٹرنیشنل	ٹوٹل
منسلک اسلامی بہنیں		1040315	320790	1361105
ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماعات	تعداد اجتماعات	11261	5717	16978
	شرکائے اجتماعات	426786	161466	588252
مدرسۃ المدینہ (بالغات)	مدارس المدینہ کی تعداد	12253	5071	17324
	پڑھنے والیاں	110397	38428	148825
ہفتہ وار رسالہ پڑھنے / سننے والیاں		742597	149710	892307
مدنی مذاکرہ سننے والیاں		154710	42325	197035
روزانہ گھر درس دینے / سننے والیاں		114966	44045	159011
وصول ہونے والے نیک اعمال کے رسائل		123777	43603	167380
ہفتہ وار علاقائی دورہ (شرکائے علاقائی دورہ)		35659	14574	50233

مارچ 2025 میں اسلامی بہنوں کے 11 شعبہ جات میں ہونے والے کورسز و سیشنز کی مجموعی کارکردگی

	مقامات	شُرَکا
مدنی کورسز / سیشنز	39226	694790

38 واں تحریری مقابلہ عنوانات برائے اگست 2025

1. حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خاتونِ جنت سے محبت
2. بے مروتی
3. پودا لگانا ہے درخت بنانا ہے

مضمون بھیجنے کی آخری تاریخ 20 مئی 2025

مزید تفصیلات کے لئے اس نمبر پر رابطہ کریں صرف اسلامی بہنیں: +923486422931

فیضانِ صحابیات خانیوال

الحمدُللہ پیارے مرشدی کی نگاہِ کرم سے دعوتِ اسلامی بہنوں کے تحت اسلامی بہنوں کا مدنی مرکز بنام **فیضانِ صحابیات بالمقابل فیضانِ طیبہ مسجد گرین ٹاؤن خانیوال** کا باقاعدہ افتتاح 21 مارچ 2021 میں صوبہ پنجاب کے دعوتِ اسلامی کے صوبائی ذمہ دار کے مبارک ہاتھوں سے ہوا۔

آفسز کی تعداد

فیضانِ صحابیات خانیوال میں 4 آفسز قائم ہیں: (1) شعبہ روحانی علاج (2) فنانس ڈیپارٹمنٹ (3) ڈونیشن بکس (4) ناظمہ آفس۔

فیضانِ صحابیات خانیوال میں ہونے والے دینی کام

- الحمدُللہ فیضانِ صحابیات خانیوال میں رہائشی کورسز اور مدنی مشوروں کا بھی اہتمام ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ وقتاً فوقتاً شارٹ کورسز بھی کروائے جاتے ہیں۔
- روزانہ دوپہر 2 تا 4 بجے گلی گلی مدرسۃ المدینہ لگایا جاتا ہے (یہاں پر چھوٹی بچیوں کو قرآنِ پاک کی تعلیم دی جاتی ہے)۔
- بروز اتوار صبح 9:30 تا 11:30 بجے اسلامی بہنوں کا ہفتہ وار سنتوں بھرا اجتماع ہوتا ہے جس میں شریک ہو کر اسلامی بہنیں فیضانِ علم سے فیض یاب ہوتی ہیں۔
- روزانہ دوپہر 2 تا 4 بجے مدرسۃ المدینہ بالغات بھی لگتا ہے جس میں تربیت یافتہ اسلامی بہنیں بڑی عمر کی خواتین کو قرآنِ پاک کی تعلیم دینے کے ساتھ ساتھ ان کی شرعی، اخلاقی اور تنظیمی تربیت بھی کرتی ہیں۔
- اتوار صبح 10 تا 12 بجے روحانی علاج کا بستہ لگایا جاتا ہے، جہاں دکھیاری اسلامی بہنوں کو روحانی علاج، کاٹ اور تعویذات و وظائف کی مفت سہولت فراہم کی جاتی ہے۔